مجموعہ خطابات

مجاہد عظیم حضرت علامہ سید حسن نصراللہ
سیکرٹری جنرل حزب اللہ لبنان

حضرت امام مہدی علیہ السلام
اور غیب کی خبریں

دار المودة
للترجمة والتحقيق والنشر

مجموعہ خطابات

مجاہد عظیم حضرت علامہ سید حسن نصراللہ
سیکرٹری جنرل حزب اللہ لبنان

حضرت امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف
اور غیب کی خبریں

دار المودة
للترجمة والتحقيق والنشر

إسم الكتاب: مجموعہ خطابات مجاہد عظیم حضرت علامہ سید حسن نصراللہ
سیکرٹری جنرل حزب اللہ لبنان
حضرت امام مہدیؑ اور غیب کی خبریں

نشر: جمعية المعارف الإسلامية الثقافية
دار المودة للترجمة والتحقيق والنشر

طباعة: DBOUK
00961 3 336218

الطبعة الأولى: ٢٠١٦ - ١٤٣٧ هـ

Lebanon , Beirut , sfeir , Moukarzel street
Mob : 00961 70 724 300 | Telefax : 00961 1 270 664
info@diwan-kitab.com | Diwan.kitab.dm@gmail.com

مجموعہ خطابات

مجاہد عظیم حضرت علامہ سید حسن نصراللہ

سیکرٹری جنرل حزب اللہ لبنان

حضرت امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف

اور غیب کی خبریں

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست

کتاب کے بارے ۹

تمہیدی گفتگو..... ۱۱

غیب اور مستقبل، بحث اور تحقیق کا موضوع ہے ۱۳

مثال: ۱۶

غیب سے کیا مراد ہے؟..... ۱۸

ہمارے عقائد میں سےغیب پر ایمان ۲۰

علمِ غیب اور مشہودات کا آپس میں تعلق ۲۱

علم بالغیب(غیب کا علم)..... ۲۲

غیب جاننے کے با اعتماد ذرائع ۲۵

غیب کی معرفت کے وسائل اور ذرائع کا متعدد ہونا ۲۷

جنات علم غیب نہیں جانتے ۳۱

۶۔مُردوں کے ارواح کو حاضر کرنا..... ۳۲

نجف اشر ف کا واقعہ ۳۴

سابقہ گفتگو کا خلاصہ..... ۳۶

خواب اور خوابوں کے ذریعہ مستقبل سے آگہی ۳۸

خواب کی حیثیت ۴۲

اللہ تعالیٰ نے غیب کا دروازہ بند کیوں کیا؟..... ۴۳
مستقبل کی خبریں ہم کیسے جانیں؟..... ۴۶

بحث نمبر ۲: غیب اور مستقبل کی خبروں کے بارے اسلام کا نظریہ:..... ۴۹

قرآن اور سنت غیب جاننے کے بنیادی منابع ۵۱
قرآن کریم اور مستقبل کی خبریں ۵۳
غیب کے بارے قرآنی نمونے ۵۴
صالحین کامستقبل..... ۵۸
ربانی قیادت اورنیک لوگوں کا مستقبل ۶۱
روایات میں مستقبل کی خبریں..... ۶۲
مستقبل کے بارے میں آمدہ روایات کی تقسیم:..... ۶۴
مستقبل کی خبروں سے آگاہی کا فائدہ ۷۳
عقیدتی فائدہ..... ۷۴
انبیاءؑ کی تصدیق..... ۷۵
نفسیاتی فائدہ ۷۸
مستقبل کی تیاری ۸۰
انبیاءؑ کا خواب..... ۸۰
حضرت موسیٰؑ کا انتظار..... ۸۲
حضرت عیسی علیہ السلام کی آمد..... ۸۲
ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۸۳
حضرت امام مہدی علیہ السلام کے قیام کا واقعہ ۸۳
امید کا قریب ہونا ۸۵
علامات اور اشارات ۸۶

تیسری بحث: ظہور کی علامات کو جاننے اور تطبیق کرنے کے قوانین و ضوابط ۸۹

تمہید ۹۱

سنتِ شریفہ کی نصوص کے بارے بحث کرنے کا منہج و روش {میتھڈ} اورروایات پر عمل کرنے کا طریقہ ۹۱

خبریں لینے کا عقلائی طریقہ ۹۵

من گھڑت حدیثیں ۹۶

نصائح..... ۹۸

مہدویت کا مسئلہ اور اس عنوان کی تطبیق کا خطرناک مرحلہ ۹۸

تیسری اورچوتھی مثال:یمانی اور خراسانی کا خروج:..... ۱۰۰

پانچویں مثال..... ۱۰۱

بحث کا خلاصہ ۱۰۱

مہدویت کے جھوٹے دعویدار ۱۰۲

محمد بن عبداللہ القحطانی کا دعوے مہدویت..... ۱۰۴

بنی عباس کا زمانہ ۱۰۶

ظہورکی علامات کی تطبیق میں غلطی کے خطرناک نتائج ۱۰۷

روایات کا خلاصہ ۱۰۸

دوسری قسم کی روایات ۱۰۹

کوفہ سے علم کا نکل جانا..... ۱۱۰

تیسری قسم ۱۱۲

مشکل کہاں ہے؟..... ۱۱۴

بغیر علم کے تطبیق کرنا ۱۱۵

لوگوں کو گمراہ کرنا ۱۱۶

مسئلہ مہدویت کے بارے میں شک کا ایجاد کرنا ۱۱۶
دورِ حاضر میں تطبیق کی خطرناک مثالیں..... ۱۱۷
امام خمینیؒ کا انقلاب ۱۱۸
حزب اللہ کا عملی راستہ ۱۲۱
مخصوص علامات کی حدبندی اور وضاحت ۱۲۴
ظہور کا وقت بیان کرنا ۱۲۷
صحیح و سالم انتظار ۱۳۱
الہی وعدہ اور علامات..... ۱۳۲
امید اور انتظار ۱۳۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی سیدنا محمد

وآلہ الطاہرین وبعد

کتاب کے بارے

یہ کتاب حجۃ الاسلام المسلمین علامہ سید حسن نصراللہ حزب اللہ کے سیکرٹری جنرل کے اہم علمی و فکری خطابات کا مجموعہ ہے جوآپ نے 1436ھ محرم الاحرام کی مجالس عزاء کے دوران پیش کیئے ہیں۔

کیا مشرق وسطی کے موجودہ کشیدہ حالات کو علامات ظہور کہا جا سکتا ہے یا نہیں یہ موضوع چونکہ آجکل ہر خاص وعام کی زبان پر ہے اس لیئے علامہ سید حسن نصراللہ نے ضروری سمجھا کہ اس موضوع پر بڑے اچھے اور سلیس انداز میں وضاحت پیش کی جائے کہ علامات

ظہور سے کس طرح پیش آیا جائے اور حقیقی انتظار کیسے ہونی چاہیئے۔

اس لیئے انہوں نے اپنے ان خطابات میں امام مہدی اور آپ کے متعلق غیب کی اخبار، علامات کے موضوع پر بطور خــاص اور بطورعام علم غیب اور اس کے جاننے کے طریقہ کار پرتفصیل سے گفتگو فرمائی ۔ بیان میں بڑا آسان اسلوب اپنایا گیا ہے، گفتگو کا انداز بھی بڑا واضح ہے اس میں علمی پیچیدہ اصطلاحیں استعمال نہیں کی ہیں۔ ان موضوعات کــی اہمیت اور ضرورت کے پیش نظر ہم نے ان خطابات کو ضبطِ تحریر میں لایا ہے اورعمومی فائدے کیلئے ان بحثوں کو اشاعت کیلئے پیش کررہے ہیں ۔

ناشر

تمہیدی گفتگو

تمام زمانوں میں، زمانہ حال ہو یا ماضی، تمام انسانوں نے اس بات پر بہت زیادہ توجہ دی ہے کہ وہ مستقبل کے بارے میں آگہی حاصل کریں اور یہ کہ آنے والے دنوں میں، آنے والے سالوں میں کیا ہونے والا ہے؟ قیامت تک کے آنے والے ایام، مہینے، سال، صدیاں ان سب کے بارے میں وہ آگہی چاہتے ہیں۔ مستقبل کو انسان نے ہمیشہ جاننے کی کوشش کی ہے خاص کر مشکلات اور سانحات کے زمانوں میں، اس بات نے انسان کی زندگی کے بہت بڑے حصہ کو اپنے ساتھ مخصوص کیا ہے خاص کر جب انسان مشکلات و حادثات سے دوچار ہوتا ہے تو ان سے چھٹکارے اور نجات کی راہیں ڈھونڈتا ہے امیدوں سے وابستہ ہوتا ہے توقعات اورغیبی خبروں کا سہارالیتا ہے یہ وہ امر ہے جسے ہم ''غیبیات'' غیب کی خبریں کا نام دیتے ہیں ۔ بلکہ بات اس سے بڑھ کر ہے کہ جب ہم تاریخ کے صفحات کی ورق

گردانی کرتے ہیں تودیکھتے ہیں کہ بادشاہ، حکمران، افواج کے سربراہان سب ہی ایسا کرتے تھے یہ بات مشہور تھی کہ بنی اسرائیل اور یہودیوں کے پاس غیب کی خبریں اور مستقبل کے بارے خبروں کا بہت بڑا ذخیرہ موجود تھا۔

کیونکہ ان کے ہاں تو انبیاءؑ کی ایک بہت بڑی تعداد آئی اگر فرض کریں کہ ہر نبیؑ نے ایک واقعہ بیان کیا ہویا دوواقعات بتائے ہوں اور پھر ان سب کو اکٹھا کر لیا گیا ہو تو اس قسم کی خبروں کا بہت بڑا ذخیرہ بنتا ہے۔ بنی اسرائیل ہمیشہ مشکلات میں رہے، ان کی زندگی میں بڑے بڑے حادثات وسانحات رونما ہوئے ''السبی البابلی''[1] کا واقعہ تو بہت ہی مشہور ہے ۔

وہ انبیاءؑ کا سہارا لیتے ان سے مشکلات سے نجات کی راہیں پوچھتے تھے انبیاء کرامؑ انہیں مشکلات سے چھٹکارا کے بارے میں بعض خبریں دیتے تھے ۔

---

(۱)السبی البابلی: یہودیوں کی تاریخ کا ایک اہم حصہ ہے جس میں یہودا قدیمہ کی پوری مملکت کو اسیر بنایا گیا۔ بنو خذ نصر الکندی جو بابل اور عراق کی سرزمین پر حاکم تھا اس نے یہودیوں کو دو دفعہ فلسطین کی زمین سے باہر نکال کیا، قیدی بنایا تو یہ عنوان ''السبی البابلی''بابلیوں کے قیدی،دیا گیا اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے ۔

غیب اور مستقبل،
بحث اور تحقیق کا موضوع ہے

آخری زمانوں میں مستقبل کی خبریں دینے والا یا نجومی کے طور پر مشہور ہونے والا جس کا نام «نستر اداموس » تھا۔ غیب کی خبروں اور عالمی جنگ کے بارے اس نے اشعار لکھے آپس میں مخالف گروپوں نے عالمی جنگوں میں اس کے اشعار اور خبروں سے فائدہ اٹھایا تو لوگوں کے درمیان اس کے اشعار اور خبروں کی تفسیریں اور تعبیریں مشہور ہو گئی تھیں بلکہ میڈیا جنگ میں بھی اس کے اشعار اور خبروں سے فائدہ لیا گیا ۔

لیکن موجودہ زمانے میں روابط اور اتصال کے وسائل فراواں ہونے کی وجہ سے یہ موضوع اور زیادہ مشہور ہوگیا۔ خصوصاً ایجادات اور عالمی خطرناک تبدیلیوں کی وجہ سے جس کا دنیا مشاہدہ کررہی ہے اور جس کا عرب اور مسلم دنیا بھی مشاہدہ کررہی ہے اور بعض مقامات پر مختلف اشکال اور صورتوں میں اس موضوع سے استفادہ کیا گیا۔

مثال:

کچھ لوگ مستقبل اور آخری زمانے کی خبروں کی طرف زیادہ توجہ کرتے ہیں تاکہ ان خبروں کو کامیابیوں اور ناکامیوں کیلئے بطور دلیل پیش کریں کہ وہ جس راستہ پر ہیں وہی حق ہے کچھ دوسرے لوگ بھی ان خبروں کا سہارا لیتے ہیں تاکہ ان کے ارادے اور باتوں کیلئے یہ بات مددگار ثابت ہو ۔

جو ان خبروں کو اپنے فائدے کیلئے استعمال کرتے ہیں ان کیلئے ضروری نہیں کہ وہ ان روایات کے بارے بات کریں جو صحابہ اور رسول اللہ ؐ کے ساتھ مختص ہیں تاکہ یہ کہا جائے کہ یہ آئندہ کی خبریں جاننے والے ہیں اور منجم ہیں بلکہ وہ نفسیاتی جنگ کیلئے ان کو استعمال کرتے ہیں ۔ جارج بش اور ریگن(امریکہ کے دوسابق صدر) انہی افراد میں سے تھے ذرا تصور کریں کہ یونائیٹڈ اسٹیٹ امریکہ کے صدور یا کچھ افراد حد اقل مستقبل کی خبروں کو جانتے تھے اور ان پر زیادہ اعتماد کرتے تھے ان خبروں کی بنیاد پر بڑے بڑے منصوبے بناتے ہیں۔ بلکہ یہ موضوع پروپیگنڈا

اور مالی استفادہ کا ذریعہ بن گیا ہے۔ بحرحال یہ ایک طبیعی موضوع بن چکا ہے کہ ہم لوگوں کو منع نہیں کر سکتے کہ وہ مستقبل کی خبروں کے بارے میں تحقیق اور انکی پیروی نہ کریں ‹اور ہم کہاں جائیں› اس کے برعکس بھی نہیں کہہ سکتے چونکہ قرآن نے بھی تومستقبل کی خبریں دی ہیں۔ اور مسلمانوں کے پاک رسول اکرم ﷺ سے روایات کا بڑا سرمایہ موجود ہے جو مسلمانوں کی کتابوں میں موجود ہے کہ آخری زمانے میں اس طرح اور اس طرح ہونے والا ہے۔

پس اسلامی اصولوں کی بنیاد پر یہ موضوع قابل توجہ اورموردِ بحث ہے ۔ خاص کر جب کوئی بہت ہی اہم مسئلہ درپیش ہو جیسے حضرت امام مہدی منتظر علیہ السلام کا مسئلہ ہے اس میں فرق نہیں کہ ہم یہ کہیں کہ وہ پیدا ہوچکے ہیں جیسا کہ شیعہ اور اہل سنت کے بعض اکابر علماء کہتے ہیں یا جیسا کہ ہمارے اہل سنت بھائی بالمعموم کہتے ہیں کہ وہ ابھی پیدا نہیں ہوئے بعد میں پیدا ہوں گے اور جب وہ چالیس سال کے ہوں گے توجو خبریں احادیث

میں وارد ہوئی ہیں وہ پوری ہوجائیں گی۔

جــو احادیث حضرت امام مہدی علیہ السلام کے متعلق ہیں یا کســی دوسرے واقعہ سے متعلق ہیں ان سب کا مستقبل کے ساتھ تعلق ہے لذا یہ ان موارد ســے ہے جن میں لوگ مبتلا ہوتے ہیں اور پریشان رہتے ہیں۔

اوریہ موضوع لوگوں کــو اپنی طرف جذب بھی کرتا ہے اس لیئــے میں چاہتا ہوں کہ آج کی رات اور آنے والی راتوں میں اسی موضوع کے متعلق بحث کروں جس نے اکثر لوگوں کی فکر کو مشــغول کررکھا ہے اوریہ فقــط ایک نظریاتی موضــوع نہیں بلکہ ذرائع ابلاغ اور اخبارات کا موضوع بھی ہے ہم چاہتے ہیں کہ جان لیں اس بارے میں اســلامی نکتہ نظرکیا ہے؟ اس موضوع کا کچھ حصہ آج بیان کروں گا اور باقی گفتگو آنے والی راتوں میں مکمل کروں گا۔

غیب سے کیا مراد ہے؟

مستقبل: آنے والا زمانہ، ماضی: گزرا ہوا زمانہ، حال: موجودہ زمانہ، غیب: وہ ہے جو ہمر ســے اوجھل ہے۔ ہمر مستقبل کا مشاہدہ نہیں کرسکتے۔ ہم مستقبل کی انتظار میں ہیں اورجو

بھی مســتقبل کی خبریں دیتا ہے ضروری ہے کہ وہ غیب کا علم رکھنے والاہو کیونکہ مستقبل غیب سے ہے ۔

دو عالَم ہیں: ۱۔عالَم الغیب ۲۔عالَم الشہادۃ

عالم شہادۃ: عالَم شہادۃ یہ ہے کہ جس کو ہم مشاہدہ کرتے ہیں جسے ہم اپنے حواس کے ذریعے جانتے ہیں اور اس کا احاطہ کرسکتے ہیں ۔

عالَم غَیْب: غیب وہ ہوتا ہے جو حواس کے ذریعے نہیں جان سکتے وہ مخفی ہوتا ہے، چھپا ہوا ہوتا ہے محسوس نہیں ہوتا اسے غیب شمار کیا جاتا ہے ۔

عالم شہادۃ سے مراد مشہودات اور محسوسات ہیں۔

عالم غیب وہ ہے جو ہمارے حواس اور علم بدیہی اور نظری سے غائب ہو، ہر وہ امر جو خالق عزوجل سے متعلق ہو جیسے وحی جسے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے جو کچھ اس سے مربوط ہے جو کچھ فرشتوں، موت اور موت کے بعد کے حالات ہیں جیسے قبر، برزخ، قیامت کی ہولناکیاں اوراس کے حالات، ثواب، عذاب، جنت، جہنم یہ ساری چیزیں غیب سے ہیں ۔

اسی طرح علمی اور سائنسی ترقی کے باوجود خلقت کے آغاز کے بارے میں بہت سارے نظریات موجود ہیں لیکن ابھی تک اس بارے میں حتمی اور یقینی حقائق سامنے نہیں آئے کیونکہ یہ سب محسوسات کے دائرہ میں نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات، انسان، حیوان، آدمؑ حواؑ ،جنت اورجہنم ان سب کوکیسے خلق کیا؟ کب خلق کیا؟ یہ سب غیب سے ہیں ۔

کچھ غیب کا تعلق ماضی سے ہے اورکچھ غیب کا تعلق مستقبل سے ہے اسے ہم غیبی حالات سے تعبیر کرتے ہیں جو اس کائنات میں رونما ہوتے ہیں، کائنات میں آئندہ کیا ہونے والا ہے؟ اس زندگی کا انجام کیا ہے؟ انسان پر کیا آنے والا ہے؟ انسانی وجود کی انتہا کیسے ہوگی؟ یہ سارے سوالات ہیں جن کا تعلق مستقبل سے ہے اور آئندہ کی خبریں دینا غیب سے تعلق رکھتا ہے ۔

ہمارے عقائد میں سےغیب پر ایمان

ہم غیب پر ایمان رکھتے ہیں یہ امر سارے انبیاءؑ کے عقیدے کا حصہ رہا ہے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ خالق

ہے، قیامت ہے، وحی ہے، فرشتے ہیں تو یہ ساری چیزیں غیب سے ہیں اور ہمارا ان سب پر ایمان ہے اور یہ اسلامی عقیدے میں بڑا واضح اور روشن ہے ۔ اللہ تعالیٰ سورہ بقرہ میں فرماتا ہے " الم (1) ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ (2) الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ "(یہ کتاب، جس میں کوئی شبہ نہیں، ہدایت ہے تقویٰ والوں کے لیے۔) متقین کی پہلی صفت یہ ہے کہ وہ غیب پر ایمان رکھتے ہیں "وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ (3) "دوسری صفت یہ ہے کہ وہ نماز قائم کرتے ہیں،تیسری صفت کہ جو کچھ ہم نے ان کو عطا کیا ہے اس سے خرچ کرتے ہیں " وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ "اورجو کچھ آپ پراتارا گیا ہے اس پر ایمان رکھتےہیں یہ بھی غیب کا حصہ ہے" وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ "(اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا) یہ بھی غیب کا حصہ ہے" وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ (4) "اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں یہ بھی غیب سے ہے ۔

علمِ غیب اور مشہودات کا آپس میں تعلق

یہاں ایک اہم نکتہ ہے جس پر توجہ دینا ضروری ہے کہ

غیب اور شــہود دونوں نسبی امر ہیں جو کچھ آج ہوگا اور جس نے کل ہونا ہے جســے ہم نہیں جانتے وہ غیب ہے اگر کل تک زندہ رہے تو وہ مشــہود ہوجائے گا اور غیب غیب نہیں رہے گا، اســی طرح موت اور روح کا بدن سے نکلنا ہے اور جو کچھ روح نکلتے وقت ہوتا ہے یہ سب غیب سے ہے جب انســان مرجاتا ہے تو یہ سارے واقعات مرنے والے کیلئے مشہود ہوجاتے ہیں ۔

قیامت اور جو کچھ قیامت میں ہونا ہے وہ سب غیب ہے اور جب ہمیں جنت کی طرف لے جایا جارہا ہوگا یااس وقت کچھ کو جہنم کی طرف لے جایا جارہــا ہوگا تو اس وقت یہ ســارا عالمِ شہادۃ ہوگا کیونکہ ہم سب کچھ دیکھ رہے ہوں گے ۔

غیب کا علم

یہاں سوال ہے کہ غیب کا علم کون رکھتا ہے اور مستقبل کے بارے میں کون آگاہ ہے؟ چاہے یہ دنیاکی سطح پر ہو یا کائنات کے حوالے سے یا دنیا کے بعد جو کچھ ہونا ہے یا ماضی میں جو ہو چکا وہ بھی غیب ہے وہ ماضی کا غیب ہے۔

سوال: کون ہے جو غیب کی معرفت رکھتا ہے؟ یہ سارے موضوعــات اختصاصی ہیں، مریــض ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے، اگر ہم عمارت بنانا چاہتے ہیں تو انجینئر کے پاس جائیں گے،لکڑی کے کام کیلئے بڑھئی کے پــاس جائیں گے لہٰذا اگر ہم غیب کی معرفت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہم کس کــے پاس جائیں؟ظاہر ہــے اس کے پاس جائیں گے جو غیب سے آگاہ ہو۔ وہ کون ہے جو مستقبل کے بارے آگاہ ہے؟ یہ بھی غیب سے ہے اس بارے اسلام کا جواب حتمی اور یقینی ہے کہ" لایعلم الغیب الا اللّٰہ ســبحانہ و تعالیٰ"کہ غیب کو کوئی نہیں جانتا مگرســوائے اللہ کے،ہم مسلمان ہیں ہم اس کے علاوہ کچھ بھی دعویٰ نہیں رکھتے کسی بھی مخلوق کے بارے میں یہ نہیں کہتے اور نہ ہی کســی موجود کے بارے ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ غیب جانتا ہے۔ ہاں !اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنی حکمت کے تحت اپنی رحمت کے تحت، اپنے بندوں کی مصلحت اور ہدایت کیلئے ان کی رہنمائی کیلئے اپنے بندوں میں ســے کچھ کواپنے غیب کے کچھ حصے پر یا اپنے علم کے کچھ حصہ پر مطلع کرتا

ہے اور وہ بعض بھی اللہ کے سارے علم سے مطلع نہیں ہوتے ۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات میں سے کسی ایک کو نہ انسانوں میں سے کسی ایک کو، نہ فرشتوں میں سے کسی کو وہ پورا علم دیا ہے جو علم اللہ کا ذاتی ہے وہ اللہ ہی کے پاس ہے ۔ہاں! یہ بات حتمی ہے کہ کچھ علم ایسا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات سبحانہ کیلئے مخصوص رکھا ہے اور وہ ایسا غیب ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات میں سے کسی ایک کو بھی آگاہ نہیں کیا ۔

سوال: اللہ کے بندوں میں سے وہ بعض کون ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے کچھ غیب سے آگاہ کیا ہے؟

جواب: وہ انبیاءؑ ہیں، رسلؑ ہیں یا کچھ فرشتے ہیں یہ اللہ کے ایسے خاص بندگان ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے علم سے کچھ کی اطلاع دی ہے یا اپنے غیب میں سے کچھ ان کو بتایا ہے اور وہ اتنا ہی جانتے ہیں جس کا اللہ تعالیٰ نے ان کو علم دیا ہے اوروہ انہی حدود میں ہی اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے امور سے آگاہ ہوتے ہیں اور وہ

اس سے زیادہ کا دعویٰ بھی نہیں کرتے اور یہ تو فقط اس موضوع کی حدود سے متعلق بات ہے ۔

اللہ تعالیٰ سورہ بقرہ آیت ۲۵۵ میں فرماتا ہے" وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ ۔۔۔"اور وہ اللہ کے علم سے کچھ کا بھی احاطہ نہیں رکھتے مگر اتنا جتنا اللہ نے چاہا ہے ۔ انبیاءؑ معرفت، اطلاع اور آگاہی کے حوالے سے برابرنہیں ہیں وہ اس حوالے سے مختلف درجات کے مالک ہیں خاص کر ان معلومات کے بارے میں جو قیامت تک ہونی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ہی کا اختیار ہے کہ کس کو کتناعلم دینا ہے اور اس کو جو علم دینا ہے اس کی مقدار کتنی ہے؟ ا س کی معرفت کتنی ہے؟ اس کی حدود کتنی ہیں اور کس وسیلے سے دینا ہے؟ چاہے وہ علم غیب سے ہو یا کوئی اورعلم ہو۔

غیب جاننے کے با اعتماد ذرائع

علم غیب کے بارے میں یا مستقبل کی آگاہی کیلئے با اعتماد ذریعہ وہ ہے جس کا منبع اور سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹتا ہو ۔ ہم یہ ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن اللہ

عزوجل کی کتاب ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی خاتم محمــد مصطفےٰ ﷺ کے دل پر اتارا ہے اور یہ کتاب اللہ کے علم میں ســے ہے اور اس قرآن میں مستقبل کی خبریں ہیں اور آئندہ آنے والے غیب کی خبریں ہیں یہ ایک معتمد اور قابل وثوق منبع اور وسیلہ ہے لیکن قرآنی آیات کو سمجھنے کی کیفیت ایک اور بحث ہے،

یا جو کچھ جو انبیاءؑ کے متعلق انبیاءؑ سے نقل ہوا ہے یا جس کو پہلی نسل نے رسول اللہؐ سے سنا ہے یا وہ چیز جو ہم تک ان کے واســطے ســے پہنچی ہے چاہے وہ اہل البیت علیہم السلام کے ذریعے پہنچی ہو یا اہل البیت علیہم السلام ســے جوکچھ ســنا گیا ہے یہ وہ تنہا ذریعہ ہے جو انسان کے سامنے میسر ہے جس سے وہ مستقبل کے بارے صحیــح معلومات اور یقینی آگاہی حاصل کر ســکتا ہے، اس ذریعہ سے حاصل ہونے والی معلومات، خیالات، شکوک اور وہمیات سے نہیں ہے ۔یہ وہ پہلو ہے جو بہت ہی اہم ہے جس کے بارے میں تفصیل میں جانے کا ارادہ رکھتا ہوں ۔

ہــم یہ چاہتے ہیں کہ معرفت کی کیفیت کو معین کریں

تاکہ ہم بھی اس بارے آگاہی حاصل کرسکیں۔ سوال یہ ہے ہماری اس بارے ذمہ داری کیا بنتی ہے؟ پھر اس قسم کی خبریں جو مستقبل سے مربوط ہیں ان سے ہمارا رابطہ کیسا ہو؟اور ہمارا رویہ اس قسم کی خبروں کو جان کر کیسا ہونا چاہیے اور خاص کر وہ خبریں جو آخری زمانے اور امام مہدیؑ کے ظہور کے بارے میں ہیں۔ ان سب کے بارے پہلے تو یہ دیکھنا ہوگا کہ ہم کس طرح غیب کی اخبار کو حاصل کریں اور پھر ان خبروں کو جان کر ہمارا رویہ کیسا ہونا چاہیے؟!

غیب کی معرفت کے وسائل اور ذرائع کا متعدد ہونا

اس لمبی تاریخ میں انسانوں نے غیب کی آگاہی کیلئے مستقبل کو جاننے اور اس کی معرفت حاصل کرنے کیلئے شروع زمانے سے بہت سارے ذرائع کو استعمال کیا ہے وہ ذرائع کچھ اس طرح ہیں۔

1۔ تنجیم: علم نجوم کا راستہ: نجوم اور فلکیات کے علم پر بھروسہ کیا گیا بہت سارے فلکیات کے ماہرین ہیں کہاجاتاہے کہ فلکیات کا عالم ستاروں، چاند اور

ان کے مدارات، ان کے سیر کی جگہ اور ان کے آنے اور جانے کے اوقات کو پڑھتا ہے اس پر غور کرتا ہے کہ ان کی چال کیسی ہے اور اس کے کائنات پر کیا اثرات مرتب ہورہے ہیں وہ نجوم کی حرکات سے مستقبل کو پڑھ لیتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ فلاں شخص فلاں دن مرے گا اورفلاں دن جنگ ہوگی اور صلح ہوگی اور فلاں قسم کا حادثہ ہوگا وہ بادشاہوں کیلئے بتاتے تھے کہ فلاں سال جنگ مت کرو اور فلاں سال جنگ کرو یہ سب کچھ وہ ہے جو ہم تاریخ کی کتابوں میں موجود پاتے ہیں ۔

۲۔ رمل کے ذریعے حساب کرنا: رمل بھی معرفت حاصل کرنے کا طریقہ ہے جس کے وسیلہ سے مجہول کو جانا جاتا ہے وہ لوگ رمل جاننے والے کے پاس جاتے ہیں وہ خاص قسم کی لکیروں اور ان کے درمیان نقاط کو ملاتا ہے اور اس طرح وہ حساب کرکے سوال کرنے والے کو بتاتا ہے مثال کے طور پر کہ تمہارے پانچ بیٹے ہوں گے ان کی قسمت کے بارے میں، ان

کے ناموں کے بارے میں یا کاروبار کے بارے بیان کرتا ہے کہ اس میں خسارہ ہوگا فلاں وقت کاروبار کرو فلاں وقت کاروبار نہ کرو ۔

۳۔ قسمت دیکھنا: اس کی مختلف شکلیں ہیں ہاتھ کو پڑھنا، ہاتھ کی لکیروں کا پڑھنا اور کچھ خواتین ایک پیالہ رکھ دیتی ہیں اور اس کو خاص طریقے سے گھوماتی ہیں اور پھر بتاتی ہیں کہ اس طرح ہوجائے گا اور اس طرح ہوجائے گا؟

۴۔ علم الارقام والحروف والجمل: یہ اعداد وحروف وجمل کاعلم ہیں اس کا بھی ایک خاص طریقہ ہے کہ اس طرح ہر حرف کا ایک عدد معین ہے حروفِ ابجد کی خاص ترتیب ہے حروف کی اقسام ہیں،اس کی روشنی میں اعداد کو رکھ کر خانے بنائے جاتے ہیں ان اعداد کو حروف کی ترتیب سے لیکر جملے بنائے جاتے ہیں ۔ اسی طرح خاص تاریخیں نکالی جاتی ہیں اور اس کی روشنی میں سوال کرنے والے کو آنے والے حالات و واقعات وحادثات کے بارے

بتاتے ہیں (اس طریقہ کو علم الاعــداد بھی کہتے ہیں)

۵۔ جنات کی تســخیر کرنااور ان کے ذریعہ معلومات لینا: بعض لوگ جنات کو حاضرکرتے ہیں پھر ان ســے ســوالات کرتے ہیں اور وہ ان کے لئے جوابات دیتے ہیں اور ان کو کسی کے مستقبل کے بارے میں خبر دیتے ہیں جسے وہ لوگوں کو بتاتے ہیں، یہاں پر ایک بنیادی اشــکال موجود ہے چونکہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جنات غیب کاعلم جانتے ہیں جبکہ قطعی اور حتمی بات یہ ہے کہ جنات غیب نہیں جانتے بلکہ وہ بھی انسانوں کی طرح ہیں جیسا کہ ہم انســان بعض دفعہ جو بات کررہے ہوتے ہیں وہ صحیح ہوتی ہے اسی طرح جنات بھی حالات و واقعــات کا تجزیہ کرتــے ہیں،تحلیل کرتے ہیں بعض دفعــہ ا ن کی بات صحیح ہوتی ہے اور بعض دفعہ صحیح نہیں ہوتی لیکن طے ہے کہ وہ غیب نہیں جانتے ۔

جنات علم غیب نہیں جانتے

اللہ عزوجل نے سورہ سباء میں جنات کے بارے فرمایا ہے اور اس میں بتایا ہے کہ وہ سلیمان کی اطاعت کرتے تھے اور اس کی خدمت کررہے تھے سلیمان فوت ہو گئے اور ان کی روح قبض کرلی گئی لیکن وہ اپنے عصا کے سہارے کھڑے رہے جنات ان کے سامنے کام کرنے میں مصروف رہے اور وہ یہ نہ جان سکے کہ سلیمان مر چکے ہیں اور یہ ایسا امر تھا جسے وہ دیکھ بھی رہے تھے کہ ایک چیز ان کے سامنے موجود تھی وہ یہ نہ سمجھ سکے کہ وہ مرچکے ہیں اور مرا ہوا شخص عصا کے سہارے پر کھڑا ہے پس کس طرح وہ مستقبل کے بارے میں جان سکتے ہیں؟عصا کو دیمک لگی جو آہستہ آہستہ اس عصا کو کھاتی گئی جب عصا زمین پر گرا تو اس کے ساتھ ہی سلیمان بھی زمین پر گر پڑے تب جنات کو پتہ چلا کہ سلیمان مر چکے ہیں ﴿ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ ٱلْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَىٰ مَوْتِهِۦٓ إِلَّا دَآبَّةُ ٱلْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنسَأَتَهُۥ ۖ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ ٱلْجِنُّ أَن لَّوْ كَانُوا۟ يَعْلَمُونَ ٱلْغَيْبَ مَا لَبِثُوا۟ فِى ٱلْعَذَابِ ٱلْمُهِينِ ﴾[1]

---

(۱) سورة سبأ، آیت ۱۴.

پھر جب ہم نے سلیمان کی موت کا فیصلہ کیا تو ان جنات کو سلیمان کی موت کی بات کسی نے نہ بتائی سوائے زمین پر چلنے والی (دیمک) کے جو ان کے عصا کو کھا رہی تھی،پھر جب سلیمان زمین پر گرے تو جنوں پر بات واضح ہو گئی کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو ذلت کے اس عذاب میں مبتلا نہ رہتے۔

کیونکہ وہ تودن رات کام کررہے تھے اگر وہ غیب جان لیتے کہ سلیمان مرگیا ہے تو وہ اس طرح کا مر نہ کرتے رہتے،یہ واقعہ انسانوں کیلئے سبق ہے تاکہ وہ جان لیں کہ غیب کو کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے،یا وہ جانتے ہیں جن کو اللہ نے اپنے بندوں کو اپنی طرف سے آگاہی دی ہے ۔

۶۔مُردوں کے ارواح کو حاضر کرنا

یہ بھی غیب جاننے کے ذرائع سے ایک ذریعہ ہے جس کا سہارا بہت سارے لوگ لیتے ہیں اور یہ خالی مشرق میں نہیں اب تومغرب میں بھی ایسا ہے یور پ، امریکہ اور مختلف دوسرے ممالک میں بھی ایسا ہے کہ اموات کی

ارواح کو حاضر کیا جاتا ہے اس کام کے لئے مختلف طریقے استعمال کئے جاتے ہیں ان میں سے ایک طریقہ لبنان میں بھی رائج ہے کہ ایک لکڑی لائی جاتی ہے یا ایک کاغذ کا ٹکڑا لا یا جاتا ہے جس پرکچھ آیات لکھی جاتی ہیں یا کچھ حروف ابجد لکھے جاتے ہیں اور پھر ایک خاص قسم کاپیالہ لاتے ہیں اور اسے درمیان میں رکھتے ہیں اور اس پر بعض قرآنی آیات پڑھتے ہیں اس کے بعد مختلف روحوں کو بلایا جاتا ہے کہ وہ عالم برزخ سے حاضر ہوجائیں تو وہ روح اس پیالے میں نمودار ہوتا ہے جس میت کی روح کو چاہتے ہیں اس کے نام سے اسے پکارتے ہیں پھر اس سے سوالات پوچھتے ہیں اور یہ پیالہ ان حروف پر حرکت کرتا ہے پھر ان حروف سے کلمہ تیار کرتے ہیں اس طرح اس سوال کا جواب جان لیتے ہیں لبنان میں بہت سارے لوگ ہیں جنہوں نے اپنے اوقات کو اس کیلئے ضائع کیا ہے۔

نجف اشرف میں بعض طالب علم اس قسم کے کاموں میں مصروف تھے تو اس وقت شہید محمد باقرالصدرؒ نے ان کیلئے ایک جواب دیا تھا، ان طالب علموں کا عقیدہ یہ

تھا کہ وہ میت کی روح کو بلاتے ہیں تاکہ اس سے سوال کریں اس کی غلطیوں کے بارے اوراس کے تجربات کے بارے، یا وہ اپنے جد (باپ دادا)کی روح کو بلاتے ہیں تاکہ وہ چھپے ہوئے خزانے پر انہیں مطلع کریں یہ ان صورتوں میں سے ایک ہے، ایک صورت مغرب میں ہے وہ روح کو بلاتے ہیں اور پھر وہ اس روح کوکسی اور موجود شخص کے اندر داخل کرتے ہیں اور وہ شخص میت کی زبان سے بولنا شروع کردیتا ہے اور یہ بھی مستقبل کی خبروں کو جاننے کا طریقہ ہے اور اس جگہ سوال یہ ہے کہ وہ پیالہ جوحرکت کرتا ہے توکون اس پیالے کو حرکت کرواتا ہے جبکہ و ہ خود تو کچھ بھی نہیں،بے جان ہے ۔

نجف اشر ف کا واقعہ

نجف اشرف کا واقعہ ہے کہ ہم کچھ طالب علم ایک دن شہید سید محمد باقر الصدرؒ کے پاس گئے اور سید شہید ؒ سے ارواح کو حاضر کرنے اور ان سے سوالات پوچھنے اور اس قسم کی جو باتیں بعض طالب علموں میں رائج تھیں اس بارے سید شہیدؒ سے سوال کیا تو سید صدر

نے اس بارے فرمایا: جو پیالہ ہے اس کو میت کی روح تو حرکت نہیں دیتی پس کون اس کو حرکت دیتا ہے؟ پھر آپ نے مثال دے کر بات کو سمجھایا کہ جیسے شیخ طوسیؒ جوکہ ہمارے بڑے علماء سے ہیں انہوں نے اپنی زندگی طلبِ علم اور تحصیل علم میں گزاری، پڑھنے پڑھانے میں مصروف رہے وہ دوسری دنیا میں چلے گئے تاکہ وہ وہاں سکون حاصل کریں اس کے بعد اس زمانہ میں دو آدمی مل بیٹھتے ہیں اس پیالے سے کھیل تماشا بناتے ہیں اور وہ شیخ طوسیؒ کی روح کو اس پیالے میں لے آتے ہیں! انہوں نے پیالہ کی حرکت بارے میں فرمایا کہ اس میں حرکت جنات کے ذریعہ انجام پاسکتی ہے؟پھر سوال کیا کہ کون یہ بات کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس قسم کی طاقت ان کو دی ہے کہ وہ اموات کی ارواح کو حاضر کرلیں یہ بات بالکل معقول نہیں اوراس کی کوئی شرعی وجہ بھی موجود نہیں،اگر ہم فرض کرلیں کہ یہ روح میت کی ہے جسے انہوں نے بلایا ہے تو سوال یہ ہے کہ وہ میت جب اس دنیا میں تھا توکیا وہ غیب سے آگاہ تھا ہم تواس بارے نہیں

جانتے کہ وہ کیسا تھا؟ پھر اس کے پاس غیب کا علم کیسے آگیا کیا اللہ تعالیٰ نے اسے اجازت دی ہے؟ کہ وہ غیب کو جان لے، میت ماضی کے بارے میں تو جانتا ہے جس میں اس نے زندگی گزاری اور اس کے زمانے میں جو کچھ ہوتا رہا جو اس وقت ہمر سے غیب ہے وہ اس سے توآگاہ ہے لیکن اس سے غیب کے بارے میں تو معلومات نہیں لے سکتے۔یہ طریقہ غیب جاننے کیلئے صحیح نہیں ہے ۔

سابقہ گفتگو کا خلاصہ

میں اگلے نکتے کی طرف منتقل ہونے سے پہلے ان امور کے بارے میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے غیب کی خبریں جاننے کے متعلق جو چھ پوائنٹ آپ کو بتائے ہیں یہ سب وہمیات ہیں، گمان ہیں،خیالات ہیں ان سے غیب کے بارے میں کچھ بھی حاصل نہیں ہوسکتا اور بہت سارے نجومی اور فلکیات کے ماہرین ہیں، تبصرہ نگار ہیں، قیافہ شناس ہیں، دست شناس ہیں، علمر الاعداد کے ماہرین ہیں اور جنات کو قبضہ میں لینے والے ہیں،ارواح کو بلانے والے ہیں اورحروف واعداد کے ذریعہ حسابات کرنے والے ہیں وہ

ان ذرائع سے غیب کی خبریں دیتے ہیں ان کی دی ہوئی بہت ساری خبروں سے کچھ باتیں صحیح ہوتی ہیں اور کچھ صحیح نہیں ہوتیں ۔

اگر کسی خبر کی تصدیق ہوجاتی ہے تو یہ اس پر دلیل نہیں کہ صحیح معرفت حاصل کرنے کا ذریعہ وہی ہے ۔ ہم نہ تو منجم ہیں نہ ماہرفلکیات سے ہیں نہ ہی حروف و اعداد کے ذریعہ حساب کرنے والے ہیں ہم توحالات کو دیکھ کر سیاسی تجزیہ کرتے ہیں اورہم ایک بات کہتے ہیں کہ مثلاً آئندہ ایسا ہونے والا ہے تو ہماری کچھ باتیں صحیح ہوجاتی ہیں اور کچھ صحیح نہیں ہوتیں ۔ یہ سب حالات کے تجزیہ وتحلیل سے ہوتے ہیں وہ غیر صحیح بھی ہوجاتے ہیں اورصحیح بھی ہوتے ہیں یہ سب احتمالات ہوتے ہیں مثلاً ایک عورت حامل ہے وہ لڑکی جنے گی یا لڑکے کو جنے گی کوئی ایک تو ہوگا، ہم کہتے ہیں کہ اگلے سال جنگ ہوگی یا جنگ نہیں ہوگی یہ ایک احتمال ہوتا ہے ۔جب سیاسی مذاکرے ہورہے ہوتے ہیں اور وہاں پر کہا جا رہا ہوتا ہے کہ مثلاً ایک بڑا واقعہ رونما ہونے والا ہے ایک

بہت بڑی مشکل آنے والی ہے جس سے ہم دوچار ہیں اور اس کو صحیح جان لینااور اس پر یقینی اثر لینا تو جائز نہیں ہے اور یہ صحیح بھی نہیں ہے ہاں کوئی یہ توکہہ سکتا ہے کہ میں ایساہوتے دیکھ رہا ہوں میرا تجزیہ یہ ہے اور میں نے موجودہ حالات سے اس طرح سمجھا ہے اوراس طرح سمجھا ہے اس طرح تو کہہ سکتا ہے لیکن یہ سارے کا سارا گمان ہے، خیال ہے یہ مستقبل کی خبریں نہیں اور نہ ہی غیب سے آگاہی ہے ۔

خواب اور خوابوں کے ذریعہ مستقبل سے آگہی

ایک اور طریقہ بھی ہے جس کی وضاحت کروں گا وہ ان چھ کے علاوہ ہے جو اوپر بیان کرآیا ہوں اور وہ خواب ہے مثلاً فلاں نے خواب میں دیکھا کہ فلاں شہر میں جنگ ہوگی اور آج اسی طرح ہو رہا ہے کچھ ایسے چینل ہیں جو خوابوں کی تعبیر بیان کر رہے ہوتے ہیں اور قطعی انداز سے بتا رہے ہوتے ہیں کہ اس خواب میں جو دیکھا گیا ہے اس سے یہ مراد ہے، موسم کے بارے میں بھی خبر دے رہے ہوتے ہیں اور جنگوں کے بارے بتا رہے ہوتے ہیں حالات بیان

کررہے ہوتے ہیں تواس کا تعلق بھی مستقبل کے بیانات سے نہیں اور نہ ہی ان کے پاس کوئی دلیل ہے کہ فلاں شــخص، فلاں عورت اس نے خواب میں ایســا دیکھا اور وہ اسی طرح ہو گیا یہ بھی ایک گمان ہے یقینی تو نہیں ہوتا یہ سب خواب ہیں خوابوں کے بارے ایک لمبی اور گہری بحث ہے اور اس کا تعلق علم سے بھی ہے، ثقافت سے بھی ہے، طبی اور سائنس سے بھی ہے اس کا میدان بہت وسیع ہے ۔ ہم خوابوں کے حوالے ســے اس جگہ تین امور کو بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں ۔

۱ - اس میں شــک نہیں کہ لوگ خواب دیکھتے ہیں اس کیلئے کوئی ثبوت پیش کرنے کی ضرورت نہیں

۲ - یہ خواب خیالات ہوتے ہیں

۳ - خوابوں سے کچھ سچے خواب بھی ہوتے ہیں

میں اس جگہ انبیاءؑ کے خوابوں کی بات نہیں کررہا کیونکہ ان کے خواب وحی کا حصہ ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ انبیاءؑ کیلئے وحی بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ نے انبیاءؑ کو اپنی بات پہنچانا ہوتی ہے کبھی اللہ تعالیٰ اپنی بات خواب

کے ذریعہ انبیاءؑ کو پہنچاتا ہے ۔مثلاً نبی یوسفؑ نے سورج اور چانــد دیکھا یہ وحی تھی، نبی مکرم محمدؐ مصطفےٰ نے مکہ کی فتح کا خواب دیکھا تو یہ خواب وحی تھی۔

خواب کے ســچے ہونے کیلئے مومن ہونا، پرہیزگار ہونا، متقی اور ولی ہونا کہ وہ شــخص اللہ کے اولیاء ســے ہو یہ ضروری نہیں ہے بلکہ کوئی شــخص بھی خواب دیکھ سکتا ہے اور وہ خواب سچا بھی ہوســکتا ہے ۔ قرآن مجید نے ہمیں بتایا کہ مصر کے بادشــاہ نے خواب دیکھا ﴿ وَقَالَ ٱلۡمَلِكُ إِنِّيٓ أَرَىٰ سَبۡعَ بَقَرَٰتٖ سِمَانٖ يَأۡكُلُهُنَّ سَبۡعٌ عِجَافٞ وَسَبۡعَ سُنۢبُلَٰتٍ خُضۡرٖ وَأُخَرَ يَابِسَٰتٖۖ يَٰٓأَيُّهَا ٱلۡمَلَأُ أَفۡتُونِي فِي رُءۡيَٰيَ إِن كُنتُمۡ لِلرُّءۡيَا تَعۡبُرُونَ ﴾[1]. اور (ایک روز) بادشاہ نے کہا: میں نے خواب میں سات موٹی گائیں دیکھی ہیں جنہیں سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات سبز خوشے ہیں اور سات خشک (خوشے)، اے دربار والو! اگر تم خوابوں کی تعبیر کر ســکتے ہوتو میرے اس خواب کی تعبیر سے مجھے سے آگاہ کرو۔★ (سورہ یوسف ۴۳) اور جیل میں خواب دیکھنے

---

(۱) سورة یوسف، آیت ۴۳.

والا حضرت یوسفؑ کے پاس آتاہے اپنا خواب بیان کرتا ہے﴿ يَٰصَٰحِبَيِ ٱلسِّجۡنِ أَمَّآ أَحَدُكُمَا فَيَسۡقِي رَبَّهُۥ خَمۡرٗاۖ وَأَمَّا ٱلۡأٓخَرُ فَيُصۡلَبُ فَتَأۡكُلُ ٱلطَّيۡرُ مِن رَّأۡسِهِۦۚ قُضِيَ ٱلۡأَمۡرُ ٱلَّذِي فِيهِ تَسۡتَفۡتِيَانِ﴾[1]. اے میرے زندان کے ساتھیو! تم دونوں میں سے ایک تو اپنے مالک کو شراب پلائے گا اور دوسرا سولی چڑھایا جائے گا پھر پرندے اس کا سر نوچ کھائیں گے، جو بات تم دونوں مجھ سے دریافت کر رہے تھے اس کا فیصلہ ہو چکا ہے (سورہ یوسف ۴۱) ۔ بادشاہ مومن مسلمان نہیں تھا اور دوسرا خواب جو قیدی نے دیکھا تو وہ بھی مومن و مسلمان نہ تھا ۔

یہ دونوں خواب سچے ہیں کچھ خواب ہوتے ہیں جو محض خیالات ہوتے ہیں اور کچھ خواب ہوتے ہیں جو سچے ہوتے ہیں یہ ایک فطری امر ہے لیکن ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ غیب جاننے کیلئے ہم خواب کا سہارا لیں جو خیالات بھی ہو سکتے ہیں انبیاءؑ کے خوابوں کی الگ بحث ہے اگر ہم سچے خواب کی تشخیص تک پہنچ جائیں تو کون اس

---

(۱) سورة یوسف، آیت ۴۱.

کی تفسیر کرے گا؟ ایک خواب مثلاً سچا ہے مگر اس کے بارے میں کون بتائے گا؟ مثلاً فرعون کے خواب کی تفسیر کس نے بیان کی؟ اس کیلئے ایک نبیؑ کی ضرورت ہے اور جو اس نے کہا کہ اے میرے قید کے ساتھی تو اس تفسیر سے جو نتیجہ نکلنا ہے وہ کس نے نکالنا ہے؟! اس کیلئے نبیؑ کی ضرورت ہے۔

خواب کی حیثیت

سوال یہ ہے کہ کیا خواب حجت اور دلیل ہیں خواب کسی بات کیلئے ثبوت ہیں؟ واضح رہے کہ ہمارے ہاں خواب شرعی اعتبار سے حجت نہیں ہیں اور نہ ہی کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ میں اس طرح عمل کروں گا کیونکہ میں نے خواب میں ایسے دیکھا ہے یا میں تجارت اور کاروبار چھوڑ رہا ہوں کیونکہ میں نے خواب میں دیکھا ہے یا میں بیوی کو طلاق دے رہا ہوں کیونکہ میں نے خواب میں دیکھا ہے میں محاذ جنگ کے اگلے حصے پر لڑوں گا کیونکہ میں نے خواب میں دیکھا ہے یا مثلاً کہے کہ میرے پاس میزائیل کی اتنی بڑی طاقت ہے میں نے خواب میں دیکھا ہے یا وہ بغیر

کسی سے رجوع کئے اور کسی سے پوچھے کہ وہ کہے کہ میں میزائیل چلا رہا ہوں کیونکہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کسی شخص کا خواب میں دیکھنے سے اس کی ذمہ داری کا تعین نہیں ہوجاتا ۔ ہاں خوابوں کے نفسیاتی اثرات ہیں اس میں بشارتیں بھی ہوتی ہیں خواب اطمینان کی وجہ بھی بنتے ہیں پھر خوابوں کی برکات بھی اپنی جگہ پر ہیں لیکن یہ میری بحث نہیں ہے ۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے جو کام ہیں وہ بلاوجہ نہیں ہیں سوال یہ ہے کہ کیا خواب غیب کو جاننے کیلئے ایک یقینی، علمی اورحتمی ذریعہ ہیں جس پر میں اعتماد کروں جواب اس کا یہ ہے کہ نہیں! میں اس پر اعتماد نہیں کرسکتا اور نہ ہی ہم اس پر اپنے کاموں کی بنیاد رکھ سکتے ہیں ۔

اللہ تعالیٰ نے غیب کا دروازہ بند کیوں کیا؟

اللہ عزوجل نے اپنے حلم اور کرم سے انسان کیلئے بہت سارے علوم اور معرفت کے دروازے اس کے اختیار میں دئیے ہیں ۔ اس طرح کہ آج انسان ٹیکنالوجی، مواصلات اور روابط کی دنیا میں انتہا درجہ کی منزلیں طے کرچکا ہے،

وہ سائنسی، عقلی اور فلسفی میدانوں میں ایک حیرت ناک وسعتوں کو اپنے سامنے لایا ہے اس سب ترقی کے باوجود کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے علمِ غیب کے دروازے کو انسان پر بند رکھا ہے، ایسا کیوں؟ اللہ ہی ہے جس نے ہمیں ساری صلاحیتیں دی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے بہت سارے علوم اور معرفت کے دروازے کھول دئیے ہیں توعلم غیب کا دروازہ اللہ تعالیٰ نے کسی حکمت اور مصلحت کے تحت ہی بند رکھا ہوا ہے ۔ ہمیں اس کا یقین ہے کیونکہ اللہ بخیل نہیں وہ تو سب سے بڑا سخی ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت ہی کے تحت اس دروازے کو بند کررکھا ہے ۔

مثال:

اگرہم میں سے کوئی ایک ایسا ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے غیب کا علم عطا کردے اور وہ یہ جان لے کہ اس کا باپ فلاں دن مرجائے گا اور اس کی ماں فلاں بیماری میں مبتلا ہوجائے گی اور اس کی بیوی بھی اسی طرح کی بیماری میں مبتلا ہوگی اور اس کا بیٹا بھی، آپ ذرا اس بارے سوچیں کہ جب کسی انسان کے پاس ایسا علم آجائے تو پھر دنیا میں

اس کی زندگی کیسے گزرے گی؟ اگر انسان کومنایا کا علم ہو یعنی اس کے پاس ایسا علم موجود ہو اور اس کے پاس ایک فہرست موجود ہو کہ کون کس طرح اور کب مرے گا؟ تو کیا اس شخص کی زندگی خوشگوار ہوگی؟ کیا اس کیلئے زندگی میں سکون ہوگا، آپ اس بارے ذرا غور کریں کہ ہم یہ جان لیں کہ فلاں شخص جو ہمارا قریبی ہے وہ تین مہینے بعد ہسپتال میں کینسر کی بیماری سے مرجائے گا جب ہم اس کواس حالت میں دیکھتے ہیں تو ہم اس کی اس کیفیت کو برداشت نہیں کرسکتے تواگر ہمارے پاس غیب کی ساری معلومات موجودہوں گی توہم اس کوکیسے برداشت کرسکتے ہیں؟!۔

انبیاء علیہم السلام کے ہاں اس قسم کی معلومات کو لینے اور سنبھالنے اور برداشت کی صلاحتیں موجود ہیں۔ ایسے امور عام انسانوں سے مختلف ہیں ۔ اللہ جو ہمارے اوپر رحیم اور مہربان ہے وہ ہمارے لئے اچھی زندگی چاہتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ ہم خوشگوار زندگی گزاریں اس لئے اللہ تعالیٰ نے غیب کے دروازے کوہمارے لئے بند کر رکھا ہے ۔ اللہ

تعالیٰ نے ہم سے یہ چاہا ہے کہ ہم محنت کریں، کوشش کریں، جہاد کریں،خودسیکھیں اورجانیں اور اس راستے میں صبر کریں،تکالیف کو برداشت کریں یہ مصائب و آلام اور امتحانات کی دنیا ہے اسی دنیا میں انسان کیلئے کمالات حاصل کرنا، ترقی کرنا اور امتحانات اور آزمائشوں سے گزرنا ہوتا ہے اگر ہرقسم کی معلومات ہمارے سامنے ہوتیں اورہمیں ہر کام کے انجام سے آگہی ہوتی توہماری ساری زندگی بیکار ہوکر رہ جاتی یہ اللہ ہی ہے جس نے دنیاوی زندگی کوایک مصلحت اور حکمت پر قائم کررکھا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاءؑ میں سے بعض کوغیب سے اتنا آگاہ کیا جتنا انسان کی زندگی، ان کے دین، ان کے مستقبل سے مربوط تھا اور جس میں ان کے لئے دینی، دنیاوی اور اخروی راحت اور آرام کا تعلق بنتا تھا یہ بات واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت اور مہربانی کی وجہ سے اس دروازے کو انسان کیلئے نہیں کھولا۔

مستقبل کی خبریں ہم کیسے جانیں؟

اس گفتگو کا خلاصہ بیان کردیتے ہیں تاکہ ہم اس بیان

کے اگلے حصے کی طرف منتقل ہوجائیں جو آنے والی شب کی بحث ہے جو اس موضوع کا دوسرا حصہ ہے ۔اس جگہ سوال یہ ہے کہ اگر ہم مستقبل کی خبریں جاننا چاہیں تو اس کیلئے قابل اطمینان وسیلہ جو اس کی صحیح معرفت تک پہنچائے اور ہمارے مستقبل کی معلومات حاصل ہوجائیں اس کی اساس اور سرچشمہ اللہ ہی کی ذات ہے اوروہ وسیلہ الٰہی ہے اب ہم اس تک کیسے پہنچیں گے اور جب اس تک پہنچ جائیں تو پھر اس کے متعلق ہمارا رویہ کیسا ہو؟ تویہ بحث اگلی شب کی ہے وہیں سے ہم آخری زمانے کی علامات کے متعلق بحث میں وارد ہوں گے ۔

بحث نمبر ۲:

غیب اور مستقبل کی خبروں کے بارے اسلام کا نظریہ:

(پانچویں شب محرم ۱۴۳۶ء ۳۱ اگست ۲۰۱۴ء محرم کی عاشورائی مجالس)

قرآن اور سنت غیب جاننے کے بنیادی منابع

گزشتہ گفتگو میں ہم نے بتایا کہ بلاشبہ گزشتہ ادوار میں اور موجودہ زمانے میں لوگوں نے آئندہ کی خبروں کے جاننے میں زیادہ توجہ دی ہے ۔ ہم نے بتایا کہ غیب کے بارے میں خبریں دینا اور مستقبل کی خبروں سے آگہی سوائے اللہ کے کسی اور کے پاس نہیں ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے یہ معرفت عام انسانوں سے مخفی اور ان سے پردے میں رکھی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے معرفت کے بہت سارے دروازے انسان کیلئے کھول دئیے ہیں لیکن اس قسم کی معرفت کے سامنے حجاب قائم رکھا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی انسانوں پر مہربانی اور رحمت ہے تاکہ ان کی زندگی صحیح اور سالم گزرے اور وہ طبعی طور پر اپنی زندگی گزارے لیکن اللہ تعالیٰ اپنی حکمت اور مقصد کیلئے اپنے کچھ بندوں کو غیب پر مامور کرتا ہے اور وہ حکمت جس کو ہم نے جان لیا ہے وہ ایک ہی راستہ اور طریقہ ہے جس

کے ذریعے مستقبل کی اخبار تک پہنچا جا سکتا ہے اور جو خبر عالم غیب کے ساتھ تعلق رکھتی ہے ۔ وہ خدا کی ذات ہے اور اسی طریقہ سے غیب کی خبر حاصل کر سکتے ہیں اور اس طریقــہ کا مہم ترین ذریعہ وحی الٰہی ہے ہمارے پاس اس تناظرمیں دو انتہائی اہم منابع ہیں

۱۔ قرآن کریم

۲۔ احادیث اور روایات جو صحیح ذرائع ســے ہم تک پہنچی ہیں

پہلا منبع قرآن کریم ہے اس پر ہم ســب مســلمانوں کا اتفاق اور اجماع ہے کہ جو کچھ اس میں ہے وہ اللہ کی جانب ســے ہے اس میں کوئی شک نہیں اور جو بھی ہوگا علمی اصطلاح میں اسے قطعی الصدور کہتے ہیں(جس کا معنی یہ ہے کہ قرآن یقینی طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اللہ نے قرآن نازل فرمایاہے اس میں کوئی شک نہیں ہے اللہ ہی نے اسے نازل فرمایا ہے) جو دوجلدوں کے درمیان ہے وہ یقینی طور پر اللہ کا کلام ہے جو مہم بحث اس میں باقی ہے وہ یہ کہ آیات کے معنی اور دلالت کو ہم کیسے

سمجھتے ہیں؟ مگر یہ طے ہے کہ ساری آیات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور حتمی ہیں اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے ۔

قرآن کریم اور مستقبل کی خبریں

قرآن کریم میں غیب اور مستقبل کے بارے میں بہت ساری خبریں موجود ہیں بلکہ قرآن کریم کا بہت بڑا حصہ غیب سے متعلق ہے۔ اگر ہم غیب کا معنی وسیع کردیں جیسے اس کی شرح میں پہلے بیان ہوا ہے لیکن ہمارا موضوع مستقبل کے بارے میں خبر سے ہے ۔ہماری بات مستقبل کی خبروں کے بارے میں ہے اور یہ کہ زمین پر کونسے واقعات وحادثات رونما ہونے ہیں ان کے بارے قرآن میں بہت ساری جگہوں پر بیان ہوا ہے لیکن جو خبریں قرآن نے مستقبل کے بارے میں دی ہیں اس کا تعلق فقط آخری زمانے کے واقعات سے نہیں بلکہ رسول اللہ ؐ کے قریبی زمانے سے اس کا تعلق ہے یہ کسی مصلحت کے تحت ہے ۔

غیب کے بارے قرآنی نمونے

جیسے سورہ روم میں ہے نبیؐپاک مکے میں تھے مومنین کی تعداد بہت تھوڑی تھی مشــرکین کی تعداد زیادہ تھی اس موقع پر فارســیوں اور رومیوں کے درمیان ایک جگہ پر جنگ ہوتی ہے اس زمانے میں روم اورفارس دو بڑی ســپر پاور تھے فارس مجوسی تھے اور رومی نصرانی تھے مجوس رومی مسیحیوں پر غالب آگئے مکہ کے مشرکین اس پر بڑے خوش ہوئے کیونکہ وہ ســمجھتے تھے کہ مجوس مشــرکین سے ہیں وہ غالب آگئے ہیں نصاریٰ مومنین سے ہیں ان کو شکســت ہوئی ہــے اس واقعے کو انہوں نے اپنے لئــے خیر اور برکت قرار دیا ۔ یہ گمان کرلیا کہ وہ عنقریب حضرت محمدؐ پر بھی کامیاب ہوجائیں گے اس وقت سورہ روم نازل ہوئی جس میں یہ خبر دی گئی ﴿الٓمٓ ۝١ غُلِبَتِ ٱلرُّومُ ۝٢ فِيٓ أَدۡنَى ٱلۡأَرۡضِ وَهُم مِّنۢ بَعۡدِ غَلَبِهِمۡ سَيَغۡلِبُونَ ۝٣ فِي بِضۡعِ سِنِينَۗ لِلَّهِ ٱلۡأَمۡرُ مِن قَبۡلُ وَمِنۢ بَعۡدُۚ وَيَوۡمَئِذٖ يَفۡرَحُ ٱلۡمُؤۡمِنُونَ ۝٤ بِنَصۡرِ ٱللَّهِۚ يَنصُرُ مَن يَشَآءُۖ وَهُوَ ٱلۡعَزِيزُ ٱلرَّحِيمُ﴾[1]

---

(١) سورة الروم، الآيات ١ – ٥.

۱۔ الف، لام، میم۔

۲۔ رومی مغلوب ہو گئے،★

۳۔ قریبی ملک میں اور وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب ہو جائیں گے،★

٤۔ چند سالوں میں، پہلے بھی اور بعد میں بھی اختیار کل اللہ کو حاصل ہے، اہل ایمان اس روز خوشیاں منائیں گے،★

٥۔ اللہ کی مدد پر، اللہ جسے چاہتا ہے نصرت عطا فرماتا ہے اور وہ غالب آنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ (روم۱تا۵)

اس خبرکو دینے کا ہدف رسول اللہ ؐ کے ایمان کی حقانیت بیان کرنا تھا کہ ان پرجو وحی اترتی ہے اسی کو بیان کرتے ہیں تاکہ مسلمانوں کا ایمان مضبوط ہو اور اسکے علاوہ بھی اس زمانے میں خبر دینے کے متعلق اسباب و فوائد موجود تھے ۔

ایک اور جگہ پر فرمایا: اس وقت مشرکین کی تعداد بہت زیادہ تھی اورمسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی اور

وہ ہمیشــہ مسلمانوں کویہ کہتے تھے کہ ہمر عنقریب آپ کو شکســت دے دیں گے اور ظاہری امر بھی ایسا ہی تھا اور ان کــی یہ بات منطقی اور وزنی بھی تھی کیونکہ مادی طــور پر دونوں کے درمیان کوئی توازن موجود نہیں تھا نہ تو تعداد کے اعتبار ســے اورنہ امکانات کے لحاظ سے کسی بھی حوالے سے ان دونوں کا مقابلہ نہیں تھا مالی لحاظ سے، مادی لحاظ سے، اسلحہ کے لحاظ سے، ہر لحاظ سے۔

﴿أَمۡ يَقُولُونَ نَحۡنُ جَمِيعٞ مُّنتَصِرٞ ٤٤ سَيُهۡزَمُ ٱلۡجَمۡعُ وَيُوَلُّونَ ٱلدُّبُرَ﴾[1]

٤٤- یا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایک فاتح جماعت ہیں؟

٤٥- (نہیں) یہ جماعت عنقریب شکست کھائے گی اور پیٹھ پھیر کر بھاگے گی۔

اللہ تعالیٰ نے مکہ میں ان آیات کو بہــت پہلے نازل فرمایا ان آیات میں مشرکین کو چیلنج کیا گیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم ســب کامیاب ہوجائیں گے ایسا نہیں بلکہ ان کی جمعیت شکست کھاجائے گی اوروہ پیچھے رہ جائیں

---

(١) سورة القمر، الآيتان ٤٤ و ٤٥.

گــے ۔یہاں پر اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو قریبی فتح کی خبر دی ہے اور انہیں وعدہ دیا گیا ہے کہ انہیں کامیابی ملے گی اسی کے بارے ان کو خبر دی گئی ہے ۔

تیسری اور آخری بات سورہ فتح میں بیان ہوا ہے ﴿لَّقَدْ صَدَقَ ٱللَّهُ رَسُولَهُ ٱلرُّءْيَا بِٱلْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ ٱلْمَسْجِدَ ٱلْحَرَامَ إِن شَآءَ ٱللَّهُ ءَامِنِينَ مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُواْ فَجَعَلَ مِن دُونِ ذَٰلِكَ فَتْحًا قَرِيبًا﴾[1] بتحقیــق اللہ نے اپنے رســول کے حق پر مبنی خواب کو سچا ثابت کیا کہ اللہ نے چاہا تو تم لوگ اپنے سر تراش کر اور بال کتروا کر امن کے ساتھ بلا خوف مسجد الحرام میں ضرور داخل ہو گے، پس اسے وہ بات معلوم تھی جو تم نہیں جانتے تھے، پس اس نے اس کے علاوہ ہی ایک نزدیکی فتح ممکن بنا دی۔

یہ واقعہ بھی بعد میں ہوا کہ مسلمان نبی ﷺ کے ساتھ تھے مکہ میں آئے اور ان کے سرمنڈھے ہوئے تھے اس بــارے میں پہلے بتا دیا گیا تھا اور جس طــرح بتایا گیا تھا ویسے ہی ہوا ۔

---

(۱) سورة الفتح، آیت ۲۷.

صالحین کامستقبل

مستقبل کے بارے میں خبروں سے متعلق بہت ساری آیات ہیں جن کا تعلق ہمارے موضوع سے ہے ان میں سے میں تین آیات اس جگہ بیان کرتا ہوں ۔

پہلی آیت: ﴿ وَنُرِيدُ أَن نَّمُنَّ عَلَى ٱلَّذِينَ ٱسْتُضْعِفُوا۟ فِى ٱلْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ ٱلْوَٰرِثِينَ ﴾[1] اور ہم یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ جنہیں زمین میں بے بس کر دیا گیا ہے ہم ان پر احسان کریں اور ہم انہیں پیشوا بنائیں اور انہیں کو وارث بنائیں ۔

اللہ تعالیٰ بیان کررہا ہے کہ اللہ کا اپنا ارادہ اور فیصلہ ہے کہ زمین پر جن کو کمزور کیا گیا ہے ان پر اللہ احسان کرے گا، ان پر اللہ کا فضل ہوگا اور انہیں زمین کی قیادت اور حکمرانی عطا کرے گا اور زمین پر جتنی حکومتیں قائم ہیں ان سب پر ان کی حکمرانی ہوگی اور زمین کے وارث اور امام ہوں گے۔

---

(١) سورة القصص، آیت ٥.

دوسری آیت: ﴿ وَعَدَ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ مِنكُمْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي ٱلْأَرْضِ كَمَا ٱسْتَخْلَفَ ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ ٱلَّذِي ٱرْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّنۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۚ يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْـًٔا ۚ وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْفَٰسِقُونَ ﴾[1]

تم میں سے جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور نیک اعمال بجا لائے ہیں اللہ نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے کہ انہیں زمیں اس طرح جانشین ضرور بنائے گا جس طرح ان سے پہلوں کو جانشین بنایا اور جس دین کو اللہ نے ان کے لئے پسندیدہ بنایا ہے اسے پائدار ضرور بنائے گا اور انہیں خوف کے بعد امن ضرور فراہم کرے گا، وہ میری بندگی کریں اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھرائیں اور اس کے بعد بھی جو لوگ کفر اختیار کریں گے پس وہی فاسق ہیں۔

اس میں مومنین صالحین کیلئے اللہ کا جو وعدہ ہے اسے بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں زمین پر خلفاء بنائے گا اورساری زمین کا اقتدار ان کیلئے ہوجائے گا اور وہی زمین پر حکومت کریں گے اور زمین پر امن قائم ہوگا

---

(۱) سورہ نور کی آیت ۵۵.

زمین پر امن و سلامتی ہوگی کسی قسم کی پریشانی نہیں ہوگی خوف و ڈر نہیں ہوگا بڑا سکون ہوگا ۔

تیسری آیت: ﴿وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ﴾[1] اور ہم نے زبور میں ذکر کے بعد لکھ دیا ہے کہ زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہونگے۔

زبور میں لکھا گیا ہے کہ زمین کا مستقبل صالحین کا ہے اورزمین پر صالحین کی حکومت ہوگی پوری سوسائٹی صالحین کی ہوجائے گی معاشرے میں نیک لوگ حکمران ہوں گے ۔

قرآن کی یہ آیات واضح ہیں ان کے معانی اور مضامین بھی واضح ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ انسانیت اور زمین کا مستقبل کمزور لوگوں کے پاس آجائے گا، مسلمانوں کے پاس ہوگا اور ان ہی کے لئے آخری زمانے میں حکومت ہوگی اور یہ حکومت قیامت سے پہلے ضرورقائم ہوگی ۔

---

(۱) سورہ انبیاء آیت ۱۰۵.

ربانی قیادت اورنیک لوگوں کا مستقبل

اس موضوع پر بہت ساری آیات دلالت کرتی ہیں پہلی آیت میں اللہ کا ارادہ بیان کیا گیا ہے دوسری آیت میں اللہ کا وعدہ ہے تیسری آیت میں یہ بات لکھ دی گئی ہے کہ زمین صالحین کے لئے ہوگی لیکن قرآن کریم میں اس بارے کوئی تفصیل نہیں آئی کہ یہ عالمی حکومت آخری زمانے میں کون کرے گا اور اس سے متعلق قرآن میں کچھ نہیں کہا گیا لیکن نبی پاکؐ نے اس بارے میں بیان کیا ہے لہٰذا قرآن کی تفسیر کرنے والے جب ان آیات پر پہنچتے ہیں تو بڑی واضح تصویر ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں کہ یہ الٰہی وعدہ آخری زمانے میں ایک عظیم طاقت کے ذریعہ پورا ہوگا اوریہ سب کچھ امام مہدیؑ کے ہاتھوں ہوگا وہ مہدیؑ جو» یملاء اللہ بہ الارض قسطا وعدلا ۔۔۔«کہ اللہ اس مہدیؑ کے ذریعے زمین کو عدل و انصاف سے بھردے گا بعد اس کے کہ زمین ان سے پہلے ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی) شیخ صدوقؒ ۔محمد بن علی بن بابویہ القمیؒ ۔ کمال الدین واتمام النعمہ چاپ محرم الحرام ۱۴۰۵ء بمطابق

۱۳۶۳ھ ش ناشر جامعۃ المدرسین قم ص۲۵۸)

یہ مہدیؑ رسولؐ اللہ کی ذریت سے ہیں فاطمہؑ کی اولاد سے ہیں اور اس مضمون کی بہت زیادہ روایات سنی شیعہ کے ہاں موجود ہیں۔ ہمر مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام زمین پر واپس آئیں گے اور مہدیؑ اور مسیحؑ کے ہاتھوں کمزور مومنین کو اس عالم میں زمین پر وراثت حاصل ہوگی وہ ہی اللہ کے وعدہ کو عملی جامہ پہنائیں گے اس عالم میں صالحین زمین کے وارث بنیں گے اور اس زمین پر امن، عدل اور خوشحال حکومت قائم ہوگی اس حکومت کے قیام سے ہر طرف ہریالی وخوشحالی آجائے گی سکون ہوگا اور جس امر کی انسان کو خلقت کے آغاز سے انتظار ہے اور جس کوانسان بڑی توجہ سے دیکھ رہا ہے کہ ایسا کب ہوگا تو وہ ان کے ذریعہ پورا ہوجائے گا ۔۔۔انشاء اللہ ۔ اور یہ بات قرآنی منبع کی طرف رجوع کرنے سے سمجھ آجاتی ہے ۔

روایات میں مستقبل کی خبریں

دوسرا منبع وہ احادیثِ شریفہ ہیں جسے مسلمانوں نے

نبی اکرمؐ سے نقل کیا ہے یا اہل البیتؑ سے اس ضمن میں بیان آیا ہے جن میں مستقبل اور غیب کی خبریں بتائی گئی ہیں آخری زمانے کے متعلق بتایا گیا ہے ۔اس بارے سینکڑوں روایات اور احادیث موجود ہیں۔ بعض علماء نے بتایا ہے کہ ہزاروں روایات ایسی ہیں جو مستقبل اور آخری زمانے کے بارے بیان کرتی ہیں جس طرح بعض کتابوں کے عناوین ہی اس حوالے سے ہیں اور بعض کتابوں میں اس عنوان پر ابواب ہیں ان میں سے ایک عنوان " الملاحم والفتن" کاہے " الملاحم والفتن" کے عنوان میں مستقبل کی خبریں بیان ہوتی ہیں یعنی آخری زمانوں میں کیا ہوگا اس بارے جو کچھ بیان ہوا اسے اس عنوان کے تحت لایا جاتا ہے ۔

بعض علماء نے اس قسم کی ساری روایات ایک جگہ اکٹھی کی ہیں جو کسی بھی حوالے سے امام مہدیؑ سے متعلق ہیں پھر انہیں حدیثی مجموعوں کی شکل میں لکھا ہے بغیر اس کے کہ اس میں نظر کرتے کہ ان میں کونسی روایت کمزور ہے یا کونسی صحیح ہے ۔

نبی پاک ﷺ سے اس موضوع پر بہت بڑی تعداد احادیث کی موجود ہے جن میں مستقبل کے بارے بیان کیا گیا ہے مستقبل سے مراد وہ دور ہے جو نبیؐ کے بعد کا ہے۔

کوئی بھی شخص ایسا کرسکتا ہے کہ وہ ان احادیث اور روایات کو مختلف زاویوں میں تقسیم کرے پھر ان کے بارے گفتگو کرے لیکن ہم یہاں پر ان روایات کے متعلق تین تقسیمیں بیان کرتے ہیں کیونکہ اس بحث سے ہم جونتیجہ لینا چاہتے ہیں اس کا اس سے تعلق ہے، یہ تقسیمات اس طرح ہیں ۔

مستقبل کے بارے میں آمدہ روایات کی تقسیم:

پہلی قسم: اس قسم میں ایسی روایات ہیں جن میں مستقبل،غیب کے بارے میں ایسی خبریں جن کا تعلق امام مہدیؑ سے نہیں اور نہ ہی آخری زمانے کی حکومت سے ہے بلکہ ان میں یہ بتایا گیا ہے کہ مستقبل میں فلاں واقعہ ہوگا مثلاً یوں کہاگیا ہے کہ انسانوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا یا میری امت کے لئے ایسا زمانہ آئے گا ان روایات میں سے زیادہ ترکا امام مہدیؑ کی آمد سے تعلق نہیں بنتا (شیخ

کلینیؒ محمد بن یعقوب ۔ الکافی علی اکبر ۔طبع چہار م۱۶۵ھ مطبع حیدری ناشر دارلکتب ایران ج ۲ ص ۹۱۔ ص ۲۹۶۔ج ۸ص۳۰۵)

اس قسم کی روایات میں نبی پاکؐ نے بیان کیا کہ آپ کی وفات کے بعد ایسا ایک زمانہ آئے گا جس میں بنی امیہ کی حکومت قائم ہوگی اور بعض روایات میں آیا ہے کہ اس دور میں ظلم عام ہوگا اور اسی طرح بنی امیہ کے حکمران جو کچھ کریں گے اسے بیان کیا گیا ہے اور کچھ روایات میں ان پرچموں کا ذکر ہے جو بنی امیہ کی حکومت کا خاتمہ کریں گے اسی طرح بنی عباس کی حکومت کے قیام پھر ان کے زوال کا ذکرآیا ہے، بنی عباس کے حالات بیان ہوئے ہیں اوربنی عباس پر مغلوں کی چڑھائی اوران سے جنگوں کا ذکر ہے بنی عباس کے اس دور کے دوسرے حالات بیان ہوئے ہیں، جنگوں کے بارے میں، حکمرانوں،قاریوں، خواتین، مردوں کے حالات بیان ہوئے ہیں۔ اجتماعی تعلقات کی کیفیت کو بیان کیا گیا ہے ۔اولاد کا اپنے گھروالوں کے ساتھ رویہ بیان ہوا ہے ۔ اسی طرح کائنات کے اندر رونما

ہونے والی تبدیلیوں کا ذکر ہے جیســے سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور چاند گرہن لگنا، سورج گرہن لگنا، بے وقت بارشوں کا ہونا، زلزلے آنا اس قســم کی بہت ساری روایات ہیــں جن میں اس طرح کی خبریں بیان کی گئی ہیں جن کو ہم مستقبل کی خبریں کہہ سکتے ہیں (شیخ مفیدؒ محمد بن محمد۔ الارشــاد فی معرفۃاللہ علی العباد۔ناشرموتمر شیخ المفیدؒ طبع قم ص ۱۱۳۔تاریخ الطلبع ۱۴۱۳ھ ق ۔طبع اولیٰ ج ۲ص۳۶۸)

شیخ مفیدؒ کی کتاب الارشاد کی دوسری جز میں ان روایات کو اکٹھا کیا گیاجن میں لباس،کتابوں، مساجد،قرآن کے متعلق بہت سارے امور بیان کئے گئے ہیں ۔اس حوالے سے بہت ساری تفصیلات ہیں شیعہ اور ســنی دونوں کی کتابوں میں یہ سب کچھ موجود ہے جبکہ اس وقت ہم ۱۴۳۶ھ میں ہیں ۔اگــر ہم اس وقت پورے عالم کا جائزہ لیں اور جو کچھ اس عالم میں اس وقت ہورہا ہے اور جو کچھ ماضی میں ہوتا رہا ہــے ہم دیکھتے ہیں کہ ان روایات اور احادیث میں جو کچھ بیان کیاگیا ہے وہ سارا حاصل ہوچکا ہے ۔

دوسری قسم: ایسی روایات ہیں جن میں وہ علامات اور واقعات بیان ہوئے ہیں جن کا تعلق امام مہدیؑ سے ہے یا ان میں سے کچھ کا تعلق امام مہدیؑ سے بنتا ہے البتہ ان میں اس طرح بیان ہوا کہ اگر فلاں خبر محقق ہوگئی یا ہوئی تواس خبر کے تحقق پا جانے پر امام مہدیؑ تشریف لائیں گے لیکن یہ بیان نہیں ہوا کہ اس خبر کے تحقق پا جانے اور امام مہدیؑ کی آمد کے درمیان کتنا زمانی فاصلہ ہے، اس موضوع کو کھلا چھوڑ دیا گیا ہے کیونکہ بعض واقعات ایسے ہیں جوماضی میں حاصل ہوچکے ہیں یا بعض واقعات ایسے ہیں جوامام مہدیؑ کے قیام سے صدیوں پہلے کے ہیں اب اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ امام مہدیؑ کب تشریف لائیں گے۔

مثال: اس طرح روایات میں ہے کہ فلاں کام ہونے سے پہلے اس طرح نہیں ہوگا یا تم اس کو ہر گز نہیں دیکھ پاؤ گے فلاں فلاں کام سے پہلے یا جوکچھ تم چاہ رہے ہو تو فلاں فلاں واقعہ سے پہلے اس کو ہرگز نہیں دیکھ پاو گے (ابن ابی زینب النعمانی الغیبت ۔ تحقیق فارس الکریمی

طبع اول ۱۴۲۲ھ مطبع انوار الہدیٰ ص ۳۳)

اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ جو خبریں پہلی قسم کی روایات میں آئی ہیں یا ذکر ہوئی ہیں ان میں سے کچھ واقعات دوسری قسم میں بیان ہوں جو مضمون کے لحاظ سے برابر ہوں جیسے بنی عباس کی حکومت کا قائم ہونا اورپھر ان کی حکومت کا خاتمہ اور اس کے بعد امام مہدی ؑ کی حکومت کا قیام، لیکن بنی عباس کی حکومت، اس کے خاتمے اور ظہور امام مہدی ؑ کے درمیان کتنا زمانی فاصلہ ہے اس بارے معلوم نہیں ۔

تیسری قسم: ایسی روایات ہیں جن کا تعلق امام مہدی ؑ سے ہے ۔ ان میں جو واقعات بیان ہوئے ہیں وہ زمانی اعتبار سے امام مہدی ؑ کے ظہور سے متصل ہیں مثلاً ماہ رمضان کا ذکر ہے یا ایک ہی سال میں فلاں فلاں کام ہوگا اس میں زمانی اعتبار سے تعین کردیا گیا ہے وہ علامات جو زمانی لحاظ سے امام ؑ کے ظہور سے مربوط ہیں ایسی علامات کو ہم خصوصی علامات کہتے ہیں اور ایسی روایات شیعہ سنی دونوں کے ہاں موجود ہیں جیسے سفیانی وخراسانی

کا خروج،یمانی کا خروج (شیخ صدوق ابن بابویہ محمد بن علی قمی ۔کتاب الخصال تحقیق علی اکبر ۔ناشــر جماعت المدرسین طبع قم تاریخ طبع ۱۵۳،طبع اولیٰ ج۱ ص۳۰۳)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا پانچ علامات قائم عجل اللہ فرجہ کے قیام سے پہلے کی ہیں

۱۔یمانی کا خروج ۲۔ سفیانی کا خروج ۳۔آسمان سے ندا

۴۔ بیدا زمین کا دھنسنا ۵ ۔ نفس زکیہ کا قتل ہونا

اس جگہ علامت اور نشــانی خروج کے بارے میں ہے، ممکن ہے ایک شخص موجود ہو لیکن کلام وگفتگو خروج کے بارے میں ہے اس شخص سے متعلق نہیں اور نہ ہی اس کے دنیا میں موجود ہونے کے بارے ہے،

ان واقعات میں جو زمانی اعتبار سے خروج سے متصل ہے ایک واقعہ یہ ہے کہ کعبہ کے پاس، رکن اورمقام کے درمیان نفس زکیہ کا قتل ہونا ہے، بعض روایات کہتی ہیں کہ جس کو قتل کیا جائے گا وہ ایک ہاشمی حسنی نوجوان ہوگا وہ قطعاً نوجوان ہوگا اور آسمان ســے آواز آئے گی روایات میں ہے کہ جبرئیل ؑ آسمان سے آواز دے گا اور مہدی ؑ کے

بــارے خبر دے گا۔جبرئیلؑ مہدیؑ کا نام لے گا اورلوگوں کو مہدیؑ کی نصرت کی دعوت دے گا اور سارے انسانوں کو ان کی اپنی اپنی زبان میں خطاب کرے گا اور یہ آواز پورے عالم میں ایک ہی وقت میں ہر شــخص کے کان میں پہنچے گی جو بھی جہاں پر ہے اس کے پاس یہ آواز پہنچے گی یہ آواز بہت شدید قسم کی ہوگی اور بعض روایات میں ہے کہ اس آواز کو سن کر انسان کے جسم میں ایک قسم کی کپکپی طاری ہو جائے گی اور اس آواز کی ســماعت سے انســان ہل جائے گا اوران واقعات سے جوایک دوسرے سے متصــل ہیں ایک یہ ہے کہ اس آواز کے چنــد دنوں یا چند ہفتوں بعد امامؑ کا ظہور ہوگا اور بعض روایات کہتی ہیں کہ اسی دن ظہورہوگا ۔

ان روایــات میں ایک واقعہ بیدا کے مقام پر زمین کا دھنسنا ہے سفیانی جب خروج کرــــے گا تو اس کی طرف سے ایک لشکر حجاز کی طرف بھیجا جائے گا اور ایک لشکر عراق کی طرف بھیجا جائے گا وہ لشکر جسے وہ حجاز کی جانب بھیجے گا وہ مدینہ منورہ میں بہت بڑــــے جرائم

کرے گا جس طرح اس کے آباؤاجداد (یزید بن معاویہ) نے کیا اس کا یہ لشکر مدینہ اور مکہ کے درمیان والے راستے کی ابتدا میں بیداء نامی زمین میں دھنس جائے گا اور ان میں سے فقط دو آدمی اس لشکر سے بچ جائیں گے ۔ یہ بات اہل سنت اور شیعہ دونوں کے ہاں موجود ہے کہ ایسا ہونا ہے ۔

اس قسم کے واقعات کو ہم زمانی اعتبار سے ایک دوسرے کے پے درپے واقعات شمار کرتے ہیں اورروایات میں ہے کہ ان کا زمانی فاصلہ بہت ہی کم ہوگا۔ یہ روایات بھی تھوڑے ہی فاصلے کی بات کرتی ہیں ۔

بعض روایات میں ایک سال ہے یا چند مہینے ہیں اور بعض میں تو چند دنوں کی بات ہے۔ بعض روایات میں تشبیہ دی گئی ہے کہ جیسے الخیط من الخزر یعنی خریف میں بادل ایک دوسرے کے پیچھے ہوتے ہیں یعنی ایک بادل کے جانے کے بعد دوسرا بادل آجاتا ہے ۔ یہ واقعات بھی اسی طرح ایک دوسرے کے پیچھے آئیں گے ان علامات کو خصوصی علامات کہا جاتاہے ۔

ہمارے پاس روایات کی تینوں قسمیں آگئی ہیں(الغیبہ ابن ابی زینب محمد بن ابراہیم، کتاب الغیبۃ ۔ ناشر صدوق چاپ تہران تاریخ طبع ۱۳۹۷۔ ص ۲۵۵) اس میں یہ ہے کہ سفیانی، خراسانی دونوں کا خروج ایک ہی سال میں اور ایک ہی مہینے اورایک ہی دن ہوگا اور ان کا سسٹم ونظام ایک ہی ہوگا ۔ یہ ایک دوسرے کے پیچھے آئیں گے جیسے موسمِ خریف میں بادل ایک دوسرے کے پیچھے آتے ہیں

جب روایات کی تین قسمیں ہمارے پاس آگئیں پہلی قسم میں عمومی طور پر مستقبل کی خبریں ہیں دوسری قسم کا امام مہدیؑ سے تعلق ہے بغیر اس کے امام مہدیؑ کے ظہور سے ان میں زمانی رابطہ بیان ہوا ہو ۔ ان میں زمانی فاصلہ بیان نہیں ہوا تیسری قسم کی روایات ایسی ہیں جو امام مہدیؑ سے مربوط ہیں ان میں معین زمانی رابطہ و تعلق بیان ہوا ہے لیکن آج جس دورمیں ہم ہیں بعض لوگ ان علامات و اخبارات کے بارے میں صحیح رویہ اپناتے ہیں اور بعض ان روایات کو سامنے رکھ کر غلط نتائج نکالتے ہیں اور ہر شئے کے بارے میں ایسا ہی ہے جیسے

سائنس ہے، پانی ہے، اسلحہ ہے ان کوغلط طریقے سے بھی استعمال کرسکتے ہیں اور ان کو صحیح اور عمدہ طریقے سے بھی استعمال کرسکتے ہیں ان روایات کے مضامین کی صورتحال بھی کچھ اسی طرح ہے۔

مستقبل کی خبروں سے آگاہی کا فائدہ

سوال یہ ہے کہ ایسی خبروں سے آگاہی کا فائدہ کیا ہے؟ ہم علامات یا وہ روایات جن میں مستقبل کی خبریں ہیں جو آخری زمانے کے بارے میں ہیں چاہے وہ امام مہدیؑ سے متعلق ہوں یا نہ ہوں کو جانیں یا نہیں؟ بعض تو کہتے ہیں کہ ان کا کوئی فائدہ نہیں ہم ان کو جانیں یا نہ جانیں کیونکہ اگر یہ خبریں صحیح ہوئیں تو وہ حاصل ہوجائیں گی جب حاصل ہوجا ئیں گی توہم انہیں جان بھی لیں گے ۔ یہ بات صحیح نہیں ہے کیونکہ اگر ہم ان کو جانیں اور ان کے بارے میں معلومات حاصل کرلیں اور ان کی پوری تفصیل ہمیں معلوم ہو اور ان کا احاطہ کرلیں تو اس کے عقیدتی لحاظ سے بہت زیادہ فائدے ہیں۔

عقیدتی فائدہ

اللــہ تعالیٰ جب ہمیں مســتقبل کی خبریں دیتا ہے کیا اللہ کا یہ بیان کرنا ایک اضافی امر ہے اور ان ســب کا بیان بلا وجہ ہے یا ان کے بیان کرنے کی کوئی حکمت ہــے؟ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاءؑ کو جس جس غیب کی خبــر دی ہے اس میں حکمت بھی ہے اور رحمت بھی،نبی پاکؐ نے مســتقبل کے بارے میں جن حادثات اور واقعات کے متعلق بتایا تھا کیا کســی مصلحت، رحمت اور فائدے کیلئے بتایا یا ایسا نہیں تھا۔ یقینی بات ہے کہ اس بیان کا ایک ہدف تھا اس میں ایک حکمت تھی ۔اللہ تعالیٰ نے اپنے رســولؐ اور اپنے انبیاءؑ کو غیب سے آگاہ کیا یہ کسی حکمت اور فائدے کے تحت تھا اس حکمت کو ہم جان ســکیں یا ہمارے لئے حکمت کی حقیقت کشف نہ ہو یہ بات حتمی اور یقینی ہے کہ اس قسم کی خبروں کے بیان کرنے میں حکمت اور فائدہ ہے یہ سب کچھ ایک مصلحت کے تحت ہوا ہے ایسی خبروں کا بیان بلاوجہ اور بے فائدہ نہیں۔

انبیاءؑ کی تصدیق

عقائدی لحاظ سے ایک تو یہ ہے کہ جب ہم اس قسم کی احادیث کو پڑھتے ہیں اوران کی چھان پھٹک کرتے ہیں، ان کے صحیح ہونے کو جانتے ہیں تو اس کا بڑا فائدہ ہے ۔ جب انبیاء اپنی قوم کے پاس آتے تھے تو ان کی قوم ان سے دلیل مانگتی تھی اور وہ دلیل ان کامعجزہ ہوتا تھا اور نبی کیلئے کبھی ایک معجزہ ہوتا تھا کبھی کئی معجزے ہوتے تھے تاکہ لوگوں پر معاملات مشتبہ نہ ہوں اور تاکہ ہر شخص نبوت اور رسالت اور غیب سے اپنے رابطے کا دعویٰ بغیر دلیل و معجزہ نہ کرے، اس طرح سے اس کی بات کی تصدیق ہو جائے اور لوگ اس سے کسی قسم کے دھوکہ سے بچ جائیں اور حق و باطل، سچ و جھوٹ واضح ہو جائے،اس کیلئے انبیاءؑ کو معجزات دئیے جاتے تھے، سابقہ انبیاء کے جتنے معجزے ہیں ان میں حضرت موسیٰؑ وحضرت عیسیٰؑ کے معجزات مستقبل کی خبریں ہیں، وہ لوگوں کو بتایا کرتے تھے کہ مستقبل میں ایسا ایسا ہوگا۔ نبی عیسیٰؑ سے ہے کہ انہوں نے لوگوں کو غیب کے بارے

میں آگاہ کیا اور بتایا کہ ان کے گھروں میں کیا کچھ موجود ہے، ہمارے نبیؐ سے جو روایات نقل ہوئی ہیں انکے بارے مکمل چھان پھٹک کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ مستقبل کے بارے بہت بڑی مقدار میں باتیں بتائی گئی ہیں پھر ہم ماضی اور حاضر کو دیکھتے ہیں تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ بہت ساری ایسی خبریں ہیں جو محقق ہوچکی ہیں اور جیسے ہمارے نبیؐ نے فرمایا تھا ویسے ہی ہوا۔ کیا یہ دلیل نہیں بنتی ہے کہ ہمارے نبی پاکؐ سچے ہیں؟ عظیم ہیں، یقیناً یہ خبریں ہمارے نبیؐ کی عظمت کو بیان کرتی ہیں اور یہ کہ بلکہ ہمارے نبیؐ کا علم اس قدر وسیع تھا کہ جو کچھ ہو چکا تھا اور جو کچھ ہونے والا تھا اس کے بارے بھی وہ جانتے تھے اور قیامت تک جو ہونا ہے اس کے متعلق بھی آگاہ تھے۔ تو ہم جو نبی محمدؐ کی نبوت پر ایمان رکھتے ہیں ہمارا اپنے نبیؐ پر ایمان اور مضبوط ہوجاتا ہے، لہٰذا اس کا فائدہ بڑا واضح ہے۔

جب کوئی شخص ہمارے پاس آتا ہے اور ہمیں کسی واقعہ کے بارے خبر دیتا ہے اور اس کی وہ بات درست

ہوتی ہے پھر وہ دوسری تیسری اور کئی باتیں بیان کرتا ہے اور وہ صحیح ہوتی ہیں تو ہمارا اس کی صلاحیت اور صداقت کے بارے اعتماد اور بڑھ جاتا ہے اگرچہ وہ غیب کے بارے میں خبر نہ بھی دے تب بھی ہم اس پر اعتماد کرتے ہیں، پس اس طرح اپنے نبیؐ پر اعتماد کیوں نہ کریں جبکہ وہ وحی کے وسیلہ سے ہمیں خبر دیتے ہیں کہ فلاں فلاں واقعہ ہوگا ۔ سینکڑوں سال پر وہ واقعات محیط ہیں قیامت کے آنے تک کے حالات ہمیں بتاتے ہیں اور غیبی خبروں کو ہمارے لئے بیان کرتے ہیں ان میں سے بہت ساری باتیں جو انہوں نے ہمارے لئے بیان کیں وہ واقع ہو چکی ہیں تو دوسری خبریں بھی جو وہ مستقبل کے متعلق بتا گئے ہیں وہ بھی سچ ہوں گی توعقیدتی لحاظ سے ان خبروں کوجاننے کا بڑا فائدہ ہے ۔لیکن اگر ہم ان اموںکو چھوڑ دیں اور ان خبروں کے بارے بحث نہ کریں اور انہیں کتابوں میں پڑا رہنے دیں توایسا ٹھیک نہیں ہے اس طرح سے ہم ان سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے ہمارے لئے خسارہ ہے ۔

نفسیاتی فائدہ

یہ بہت اہم فائدہ ہے اور وہ ہے مستقبل کے بارے میں پُرامید ہونا،آج کل نفسیاتی دباؤ کازمانہ ہے اورآج کا انسان پچھلے ہر دور سے زیادہ دباؤ میں ہیں۔ روز روز نئے واقعات، حادثات رونما ہو رہے ہیں، ماضی میں جو مغرب میں ہوتا مشرق والے اس سے آگاہ نہ تھے جو ایران میں ہوتا افریقہ والے اس سے آگاہ نہ تھے کیونکہ ایک بات کو دوسری جگہ تک پہنچانے کا وسیلہ بہت سست تھا ہر شخص فقط اپنے ملک کے حالات سے آگاہ ہوتا تھا لیکن آج الیکٹرانک میڈیا آگیا ہے سوشل میڈیا ہے اور روابط کے وسائل بہت تیز ہیں ہم ہر شئے کو سن رہے ہیں ہر چیز کو دیکھ رہے ہیں ہر شئے سے متاثر ہو رہے ہیں ان سب سے ہمارے اوپر نفسیاتی دباؤ پڑتا ہے سارے حادثات اور واقعات ایک دوسرے کے ساتھ بڑی حد تک جڑے ہوئے ہیں ۔ ماضی میں اس طرح کے منصوبہ جات نہیں تھے جس طرح آج پورے" کرہ زمین " کو کنٹرول کیاجا رہا ہے۔ آج کے حالات مختلف ہیں اس

وقت عالمی جنگ ہے،علاقائی جنگ ہے، حادثات ہیں اور مہلک بیماریاں ہیں،فکری میدان میں چیلنجزہیں،عسکری میــدان ہو،ماحولیات ہوں،ثقافت ہو ہر میدان میں حادثات و واقعات رونما ہورہے ہیں۔ اربوں کی تعداد میں انسانوں کی تعداد بڑھ چکی ہے اب اگرامید کی ایک کرن نہ ہو تو پھر ایسی صورتحال شکست میں لے جائے گی اور امید کی کرن کا موجود ہونا زندگی کی مشــکلات کو آسان کر دیتا ہے یہ کہ ایک الٰہی امید ہے کہ ایسا زمانہ ضرورآئے گا جس میں مومنین،مستضعفین، عادل افراد حکومت کریں گے وہ عالمی سطح پر امن قائم کریں گے، عالمی ســطح پر خوشحالی ہوگی،علم کے ایسے دروازے کھل جائیں گے جن تک ابھی کوئی نہیں پہنچا اور جب انسان اس امید کے ســاتھ بندھ جائے گا اور اس کی طرف کھنچا چلا جائے گا تو اس کے اندر ایک عزم و ارادہ اور فیصلے کــی طاقت پیدا ہوجائے گی کہ وہ عمل کرے اوراس میں آمادگی ہوگی اوروہ اس امید کو حاصل کرنے کیلئے کوشاں رہے گا۔

مستقبل کی تیاری

ایک لحاظ سے یہ بات بہت اہم ہے - اس کی تفصیل بھی ہے- کہ عالمی طور پر اتنی بڑی مقدار میں حادثہ کا رونما ہونا اوروہ یہ کہ بڑی بڑی ساری سرکش اور جابر حکومتیں ختم ہوجائیں گی، زمین پر صالحین،مومنین،مستضعفین کی حکومت قائم ہوجائے گی، یہ ایک تاریخی اورعالمی حادثہ ہوگا جو پہلے کبھی نہیں ہوا تو یہ اتنا بڑا حادثہ نہ ہی ایک لمحے میں ہو جانا ہے، اور نہ ہی بلا سبب ہو جانا ہے بلکہ اس کیلئے مقدمات کی ضرورت ہے تاکہ انسان اس مرحلے تک پہنچ جائے، ذہنی طور پر بھی، فکری طورپر بھی لذا ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان اپنے آپ کو اتنے بڑے عالمی واقعے کے رونما ہونے کیلئے آمادہ کرے ۔

انبیاءؑ کا خواب

انبیاءؑ کا جو خواب تھا کہ وہ توحیدی معاشرہ قائم کریں وہ آخری زمانہ میں پورا ہوگا لیکن یہ اچانک تونہیں ہوجائے گا اور نہ ہی یکدم ہوگا ایسا سوچنا صحیح نہیں یہ سب کچھ بغیر اشارات کے، بغیر علامات کے، بغیر دلائل کے

وقوع پذیرنہیں ہوگا ایسا نہیں کہ ہم صبح بیدار ہوں گے اور اچانک دیکھیں کہ سارے جابروں کی حکمرانی ختم ہو چکی ہے اورعادلانہ الٰہی حکومت قائم ہو چکی ہے ایسا نہیں ہوگا چونکہ بالآخر انسان ہی وہ عنصر ہے جس کے ذریعے عادلانہ الٰہی حکومت قائم ہونی ہے، تو اس کیلئے علامات کے ساتھ ساتھ عمل چاہیے، نفسیاتی طور پر اور ذہنی طور پر بھی،تربیتی لحاظ سے بھی،ثقافتی لحاظ سے بھی اور علمی لحاظ سے بھی ۔

موسیٰ ؑ نبی کی مثال لیں، ان کی نبوت کا انتظار ہو رہا تھا سینکڑوں سالوں سے بنی اسرائیل انتظار کر رہے تھے فراعنہ کی طرف سے ان کی قوم کو بڑی تکلیفیں دی جارہی تھیں انہیں غلام بنایا گیا، اسیر کیا گیا، ان کو قتل کیا گیا لیکن ان کے پاس ایک خبر تھی جوبنی اسرائیل کے انبیاءؑ کی طرف سے انہیں ملی تھی کہ ایک بڑا نبی آئے گا جو انہیں فرعون اور اس کے ظلم سے نجات دلائے گا اور زمانی لحاظ سے بنی اسرائیل کے پاس علامات بھی موجود تھیں کہ جس زمانے حضرت موسیٰ ؑ نے پیدا ہونا تھا یہ علامات

بنو اســرائیل سارے جانتے تھے اور ان سے فرعون اور اس کے معاونین بھی آگاہ تھا اسی لئے جو بھی بچے پیدا ہوتے تھے فرعونی ان کو ذبح کردیتے تھے تاکہ موسیٰ ؑ کی آمد کا راستہ روکا جائے ۔

حضرت موسیٰ ؑ کا انتظار

حضرت موسیٰ ؑ جن کی انتظار ہو رہی تھی اور جن کیلئے ان کی قوم منتظر تھی کہ جس قوم کو موسیٰؑ نے آکر فرعون سے نجات دلانا تھی اس کیلئے وہ خالی انتظار نہیں کررہے تھے بلکہ اس کیلئے کچھ نشانیاں بھی تھیں اور وہ اس پر عمل بھی کررہے تھے اور وہ شدت انتظار میں تھے اس بڑے واقعہ کیلئے تیاری بھی کررہے تھے۔

حضرت عیسی علیہ السلام کی آمد

حضرت عیسی علیہ السلام کی سارے یہودیوں کو انتظار تھی لکن جب حضرت مریم ؑ نے انکو جنم دیا تو مریم ؑ پر انہوں نے تہمت لگا دی اوران پر ظلم کیا اور یہ کہا کہ مریم ؑ نے بہت بڑا گناہ کیا ہے حالانکہ وہ اس مســیحا کی انتظار میں

سینکڑوں سال سے تھے اور ان کے پہلے جتنے انبیاءؑ آئے تھے انہوں نے انکی کی آمد کے بارے میں باقاعدہ بتایا تھا اور اس کے بارے میں وہ سب گفتگو بھی کرتے تھے اور زمانی نشانیاں بھی موجود تھیں کہ وہ ضرور آئے گا اورظاہر ہوگا اور سب کے پاس اس بارے خبریں موجود تھیں ۔

ہمارے نبی ﷺ

ہمارے نبی ﷺ کا تذکرہ یہودیوں کی کتابوں میں موجود تھا وہ جانتے تھے کہ وہ ضرورآئیں گے اوروہ سب اس انتظار میں بھی تھے وہ ان کی ولادت پر نظر رکھے ہوئے تھے اور عربوں کو اس بات کی خبر بھی دیتے تھے کہ یہیں پر(مکہ میں) آخری نبیؐ پیدا ہوں گے اور یہ بات عیسائیوں کو بھی معلوم تھی یہ خبر ایران میں بھی معروف تھی پس سلمان فارسیؓ ایران سے مکہ پہنچے تھے تاکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ملاقات کرسکیں۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے قیام کا واقعہ

ایک اتنا بڑا واقعہ جو امام مہدی علیہ السلام کے قیام کا

واقعہ ہے اور مسیحا کی زمین پر واپسی سے متعلق ہے یہ سب کچھ اچانک نہیں ہوجائے گا کہ اس کیلئے کسی قسم کے مقدمات نہ ہوں، نفسیاتی، روحانی، ثقافتی، فکری میدانوں میں انسانی آمادگی نہ ہو،مثبت انداز اور سنجیدہ فکراور حقیقی انداز میں انتظار کے بغیر ایسا ہر گز نہیں ہوگا بلکہ اس کیلئے مقدمات کا ہونا ضروری اور لازمی ہے ۔

حضرت عیسی کی واپسی سے یہ مقصد نہیں کہ وہ دنیا کی طرف پلٹیں اور یہود پھر سے ان پر غالب آئیں ایسا مقصود نہیں اور نہ ہی یہ مطلوب ہے کہ امام مہدیؑ قیام کریں تاکہ لوگ ایک دفعہ پھر ان سے اس طرح بے وفائی کریں جیسے کہ ان کے جد اباعبداللہ امام حسینؑ کے ساتھ بے وفائی کی تاکہ ایک اور کربلا اور ایک نئی شہادت وقوع پذیر ہو بلکہ انتظار اس بات کی ہے کہ ان کیلئے انصار موجود ہوں، عبادت کرنے والے ہوں، مومنین موجود ہوں، صالحین کی جماعت موجود ہو تاکہ وہ زمین کے وارث بنیں اس وقت اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو باہر نکلنے کیلئے اذن دے گا اوران کیلئے حکومت کرنے کی اجازت ہوگی ۔ یہ

معاملہ انہی فوائد پــر منحصر نہیں ہے لیکن مختصر وقت میں اس سے زیادہ گفتگو کی گنجائش نہیں۔

امید کا قریب ہونا

ایک اور فائدہ یہ ہے کہ وہ ممالک جن کے شــہروں کے درمیان لمبے راســتے ہیں، طویل فاصلے ہیں جیسے ایران ہے کہ وہاں جب آپ سفر پر نکلتے ہیں تو راستے میں میل سٹون لگا دیتے ہیں جو فاصلے ختم ہونے کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اس پہ لکھا ہوتا ہے کہ اب اتنا فاصلہ باقی ہے اور جیســے جیسے فاصلہ کم ہوتا جاتا ہے تو امید بنتی جاتی ہے کہ ہم شــہر کے قریب ہوتے جارہے ہیں یہ دیکھ کر مســافر شخص اپنے آپ کو تیار کرلیتا ہے کہ وہ ابھی منزل مقصود پر پہنچنے والا ہے ۔ ہم صدیوں سے انتظار میں ہیں، اگر کوئی نشانی نہ ہو، کوئی بھی قرینہ موجود نہ ہو تو یہ ہمیں حیرانی کــی گہرائی میں ڈال دے گا۔ قرآنی آیات سے بعض حضرات جب کسی آیت میں کسی علامت کو پڑھتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ اس علامت سے مراد قیامت کا دن ہــے لذا ہمارے پاس علامات موجود ہیں، خبریں ہیں،

مســتقبل سے ہماری امیدیں وابستہ ہیں جنہوں نے ضرور وقوع پذیر ہونا ہیں جب میرے لئے یہ کہا جاتا ہے کہ ایک سو واقعات ہیں جو وقوع پذیر ہونے والے ہیں مثال کے طور پر ان میں سے بیس واقع ہوچکے ہیں تو اس سے امید بندھ جاتی ہے کہ نتیجہ قریب ہے لہٰذا مســتقبل کے ساتھ تعلق بــن جاتا ہے کہ ایک یقینی امرہــے جس نے حاصل ہونا ہے اس کا فائدہ یہ ہے کہ انســان کے اندر عمل میں سنجیدگی آجاتی ہے اور ارادے میں پختگی آجاتی ہے۔ ان ســب سے ایسا لگتا ہے کہ انسان منزل کے قریب ہوتا جارہا ہے۔

علامات اور اشارات

ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ان علامات پر دقت سے نظر رکھیں ۔ اس امید کے ســاتھ ہم آگے بڑھ رہے ہوں کہ یہ علامات ایک کے بعد دوسری پوری ہورہی ہیں یہی علامات، اشارات ہیں کہ جس کے بعد اس بڑے واقعہ نے رونما ہونــا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی مشــیت میں ہے کہ اس نے ان علامات کے نتائج قرار دئیے، اس کی مشــیت سے واقعات رونما ہوتے ہیں اور حــالات بنتے ہیں الٰہی وعدہ کے پورا

ہونـــے کیلئے بھی حالات اللہ تعالیٰ نے ہی بنانے ہیں اور ان حالات میں سے بہت بڑا حصہ انسانی ذمہ داری ہے البتہ یہ علامات ہمیں بتاتی ہیں کہ اب زمانی فاصلہ ختم ہونے والا ہـــے اور ہم بہت جلد منـــزل تک پہنچنے والے ہیں البتہ خصوصی علامات جو ظہورِ مہدیؑ کے قریبی وقت کے بارے ہیں وہ علامات اس طرف اشارہ کررہی ہیں کہ اب وقت قریب ہے،ایـــک مہینہ ہے، ایک ہفتہ ہے تویہ علامات ہمیں اشارہ دیتی ہیں اور ہمارے لئے بصیرت مہیا کرتی ہیں کہ ہم ان علامات کے ذریعے صحیح راســـتے پر چلیں اس طرح مستقبل ہمارے سامنے واضح اور روشن ہوجاتا ہے اور یہی بات کامرانی اور کامیابی کی بنیادی شرط ہے ۔

اب آخری بحث باقی رہ جاتی ہے کہ ہمـــارا رویہ ان علامات، احادیث اور روایات کے مضامین کے متعلق کیســـا ہونا چاہیے انشاء اللہ تعالیٰ اگلی رات ہم اس پر بحث کریں گـــے اور اس موضوع کو مکمل کریں گے ۔۔۔الحمد للہ رب العالمین ۔

تیسری بحث

ظہور کی علامات کو جاننے اور تطبیق کرنے کے قوانین و ضوابط

تمہید

اب ہم انتہائی اہم نقطہ پر پہنچ چکے ہیں، وہ روایات جن میں مستقبل کی خبریں بیان ہوئی ہیں اور جو کچھ آخری زمانے میں ہونا ہے اسے بیان کیا گیا ہے ان میں سے جن کا تعلق براہِ راست امام منتظر ﷺ سے ہے ان کا جائزہ لیں گے ہماری کوشش ہوگی کہ اس بحث کو آج رات سمیٹ لیں۔

سنتِ شریفہ کی نصوص کے بارے بحث کرنے کا منہج و روش {میتھڈ}اورروایات پر عمل کرنے کا طریقہ

روایات سے مطالب کو سمجھنے کا اپنا مخصوص طریقہ ہے اس بارے میں آج کی یہ بحث ہے ۔

رسول اللہ ﷺ سے جو خبریں ہم تک پہنچی ہیں اس میں ضروری یہ ہے کہ ہم دیکھیں کہ انہیں کن حضرات نے نقل کیا ہے۔ حدیثی کتابوں میں جب کسی بھی حدیث

کو بیان کیا جاتا ہے کہ فلاں نے فلاں سے اورفلاں نے فلاں سے اوراس نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کونقل کیا ہے تو ہمارے اوپرلازم ہو جاتا ہے کہ ہم علم حدیث، علم الرجال کے قواعد کی روشنی میں دیکھیں کہ یہ حدیث ان روایات میں سے ہے جنکو علمی قواعد و ضوابط کے مطابق قبول کیا جا سکتا ہے اور اس پر اعتماد کیا جا سکتاہے۔

میں صرف مطلب واضح کروں گا اور اس بارے جو علمی اصطلاحات ہیں ان کو بیان نہیں کرنا کیونکہ کوئی بھی حدیث جب نقل ہوتی ہے اس کا ایک متن ہوتا ہے اور ایک سند ہوتی ہے۔ ماضی کی بات ہے میں نے ایک حدیث کوکسی بڑے عالم سے سنا اور اسے یاد کر لیا اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ حدیث متن اور سند کے اعتبار سے بہت ہی عمدہ اور خوبصورت تھی وہ حدیث سنتے ہی میرے ذہن میں بیٹھ گئی اس کی سند بھی بہترین ہے اوراس کا متن بھی خوبصورت ہے اس حدیث کے راوی نے اس حدیث کو ابوالحسن سے نقل کیا ہے اوراس ابوالحسن نے ایک اور ابوالحسن سے اور پھر اس نے ایک اورابوالحسن سے پھر اس

ابوالحسن نے حسن سے اور اس حسن نے ایک اورحسن سے اور انہوں نے حســن بن علی علیہما السلام سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ حدیث اس طرح ہے کہ" اِنَّ اَحسَــنَ الحَسَــنِ اَلخُلُقُ الحَسَنُ"خوبصورتی میں زیادہ تر خوبصورت اچھا اخلاق ہے، (خصال ابن بابویہ محمد بن علی ۔ ناشر جماعت المدرسین چاپ خانہ قم طبع اول)جب کسی حدیث میں راویوں کا تذکرہ ہوتا ہے تو اسے سند کہا جاتا ہے۔

سب علماء کا اتفاق ہے بلکہ اس پر ان سب کا اجماع ہے کہ جو حدیث اہل البیت علیہم السلام اور رسول اللہؐ سے روایت ہوتــی ہے ضروری نہیں کہ وہ روایت یــا حدیث صحیح ہو اور یہ کہ ہمارے اوپر اس کی پیروی لازمی ہو لکن ہم اسے دقت اور باریک بینی سے ضرورلیں۔

مســلمانوں کا اس بات پربھــی اجماع ہے کہ ان احادیث میں کچھ حدیثیں صحیح ہیں اور کچھ حدیثیں صحیح نہیں ہیں کچھ حدیثیں مقبول اور معتبر ہیں، اور کچھ غیر مقبول ہیں، اس پر بھی اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں اور رســول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے بعد بہت سارے ایسے

لوگ تھے جنہوں نے حدیثیں خود سے گھڑلیں پھر نبیؐ کی طرف ان حدیثوں کی نسبت دے دی اسی حوالے سے علماء نے علم الرجال اور علم الحدیث بنایا تاکہ تمام احادیث اور روایات کے بارے میں تحقیق کرسکیں، مثلاً فلاں شخص جو حدیث کا راوی ہے جس کے بارے بیان ہوا ہے کہ اس نے ایک لاکھ حدیثیں حفظ کیں ہمارے علماء اس بات کو قبول نہیں کرتے کہ اس کی ساری حدیثیں صحیح ہوں اور نہ ہی مسلمانوں سے کوئی ایک ایسا ہے کہ جو ان کی بیان کردہ ساری حدیثوں کو صحیح جانتا ہو اور ان پر اعتماد کرے ۔ اسی وجہ سے حدیث کو لینے کیلئے اس کی سند کا مطالعہ کرتے ہیں اس کا پوری دقت سے جائزہ لیتے ہیں کہ فلاں نے فلاں سے جس بات کو نقل کیا ہے توکیا وہ نقل کرنے والا سچا ہے اوروہ اپنی سچائی میں مشہور ہے اور یہ کہ وہ با اعتماد ہے علم الرجال سے اسے جانچتے ہیں، حدیث کی کونسی قسم ہے اسے علم الحدیث سے پرکھتے ہیں تاکہ اس کے بارے فیصلہ کر سکیں کہ اس حدیث کے مضمون کو لینا ہے یانہیں لینا، یہ کام اہل علم کا ہے۔

خبریں لینے کا عقلائی طریقہ

اگر ہم اس بات کا وسیع تناظرمیں جائزہ لیں کہ جو عام لوگــوں کا خبریں حاصل کرنے کا طریقہ ہے اور عقلاء کی سیرت ہے تو وہ بھی یہی ہے کہ فوراً خبر سن کر اسے قبول نہیں کر لیتے بلکہ اس کا جائزہ لیتے ہیں کہ وہ خبر کن ذرائع سے حاصل ہوئی ہے ۔

مثال:

جب کســی سے یہ کہا جائے کہ تمہارا بھائی فوت ہوگیا ہے تو کیا وہ اس خبر کو سن کر فوراً چل پڑے گا اورلوگوں کو جنازہ کی دعوت دــــے گا؟ مجلس عزاء بپا کردــــے گا؟ کیا ہم اس قســم کی خبر کسی سے سن کر اس کی تصدیق کردیں گے اور اسے قبول کرلیں گے اگرہمیں پتہ ہو کہ خبر دینے والا جھوٹا ہے تو ہم اس کی خبر کو کیسے قبول کریں گے؟ کوئی بھی خبر ســن کر آپ کم از کم یہ تو دیکھیں گــے کہ اس کی بات میں کتنا وزن ہے اگرکوئی غیر معروف شخص آکر آپ کو بتاتا ہے کہ تیرے بھائی کے ساتھ ایسا حادثــہ پیش آگیا ہے یا تیرے گھرمیں ایســا واقعہ ہوگیا ہے

توکیا فوری طور پرایســی خبر سن کر اسی کے مطابق عمل شــروع کردو گے یا اس بارے جائزہ لوگے اور اس خبر کی تحقیق کرو گے کہ جو کچھ اس نے کہا ہے وہ صحیح ہے یا صحیح نہیں ہے ۔

من گھڑت حدیثیں

ہماری عام زندگی میں ایســا ہے کہ جب بھی کسی انسان کوکوئی بات بتائی جاتی ہے تو ہم ایســے افراد کی خبر کو قبول کرتے ہیں جو معتمد ہوتے ہیں اســی طرح احادیث شریفہ کے بارے میں ہے خاص کر ایسی احادیث جو ہمارے دین سے متعلق ہیں، ہماری شریعت سے متعلق ہیں، ہمارے جہاد ســے متعلق ہیں، ہمارے روزے نماز سے متعلق ہیں کوئی شخص کسی بات کی خبر رسول اللہ ﷺ سے روایت کر دے تو اس کا مطلب یہ ہر گز نہیں کہ ہم اس خبر کی فوراً تصدیــق کر دیں خاص کر جب موضوع مســتقبل کی خبروں کا ہــو تو اس میدان میں ہمیــں کافی دقت کرنا ہوگی کیونکہ مســلمان علماء میں یہ بات طے شدہ ہے کہ اس میدان میں بہت ســاری احادیث کو گھڑا گیا ہے اور جو ماہر علماء ہیں

جن کا اسی میدان میں تخصص ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ دومیدانوں میں بہت زیادہ حدیثیں وضع کی گئی ہیں۔

۱ - الملاحم و الفتن -۲ فضائل

یہودیوں کے بڑے بڑے علماء جو اسلام میں داخل ہوئے انہوں نے اسلام میں بہت ساری خبریں داخل کردیں جو یہودیوں کے ہاں معروف تھیں اور ان کی نسبت رسول اللہ ؐ سے دے دی یا انہوں نے ان کی نسبت رسول اللہ ؐ کی طرف نہیں دی لیکن انہوں نے ان خبروں کو تسلیم کرتے ہوئے یہ کہا کہ ایسی خبریں انبیاء ؑ کی طرف سے وارد ہوئی ہیں لہٰذا صحیح ہیں اس طرح ان خبروں کو انہوں نے رسول ؐ اللہ کی احادیث میں شامل کردیا۔ اس قسم کی بات قابل قبول نہیں، کوئی بھی خبر اس وقت قبول ہوگی کہ وہ خبرایسے لوگوں سے نقل ہوئی ہو جو کم از کم معروف ہوں، معتمد ہوں تاکہ ہم یہ کہہ سکیں کہ ان کی یہ خبریں معتبر اور صحیح ہیں پھر اس کے بعد ان احادیث کے متن اور مضمون کی طرف آئیں گے اور حدیث کے معنی کو سمجھنے کی طرف جائیں گے ۔

نصائح

پہلی میری نصیحت اپنے تمام بہن بھائیوں کو یہ ہے کہ اس زمانے میں جو بھی کتاب ہمارے ہاتھ میں لگے ہم اس کو نہ لے لیں اور جو بھی روایت آخری زمانے کے بارے میں بات کررہی ہو ہم اس کو فوراً نہ اٹھالیں اور پھر اس کے مضمون پر اپنے تمام کاموں کی بنیاد رکھ لیں ۔ یہ بات جان لو کہ بہت سی احادیث اس موضوع کے بارے گھڑی گئی ہیں ان کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے اوران کی کوئی سند موجود نہیں، ایسے اشخاص نے اس قسم کی احادیث نقل کی ہیں جو مجہول ہیں ہم ان پر اعتماد نہیں کرسکتے ۔

مہدویت کا مسئلہ اور اس عنوان کی تطبیق کا خطرناک مرحلہ

جو بات بہت ہی پیچیدہ اور خطرناک ہے وہ ان خبروں کی تطبیق کا مرحلہ ہے لہٰذا دیکھنا ہوگا کہ اس موضوع سے متعلق خبروں کے ساتھ ہمارا رویہ کیسا ہو؟ ان کے مضامین اورمعانی کے حوالے سے بھی ہمیں دقت کرنا

ہوگی۔ بعض روایات تومعنی کے لحاظ سے بڑی واضح ہیں ان میں معنوی تواتر ہے یا وہ روایاتِ مستفیضہ سے ہیں کہ جو تواتر کے قریب ہیں۔

مثال: یہ بات کہ امام مہدی علیہ السلام تشریف لائیں گے اور ان ہی کے ذریعے حکومت عادلہ قائم ہوگی ۔ امام مہدی علیہ السلام کا موضوع مسلمات سے ہے، یہ یقینی امرہے اور شیعہ کے حوالے سے تو ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ ذات محمد بن حسن عسکری ہیں جو امام حسین علیہ السلام کی اولاد سے ہیں رسول ؐ اللہ کی ذریت سے ہیں اور وہ پیدا ہو چکے ہیں اور ان کی خصوصیات اور صفات اس طرح سے ہیں جوکہ روایات میں بیان ہوئی ہیں اورعام مسلمانوں کے ہاں اس بارے ہے کہ مہدیؑ فاطمہ زہراءؑ کی اولاد سے ہوں گے اور یہ بات ان کے ہاں تسلیم شدہ ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ مہدیؑ کے اصل نظریے میں کوئی اختلاف نہیں ہے ۔

دوسری مثال: سفیانی کا موضوع ہے تو اس بارے بھی بہت زیادہ روایات موجود ہیں کہ سفیانی آئے گا (وہ امام مہدیؑ کا مخالف ہوگا(شیخ صدوقؒ محمد بن علی

بابویہ،کتاب الخصال،ناشر جماعۃ المدرسین طبع قم تاریخ ۱۴۰۳ھ طبع اولیٰ ج ۱ص۱۰۳)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے" خمسۃ قبل قیام القائم خروج الیمانی والسفیانی والمنادی ینادی من السماء وخسف البیداء وقتل النفس الزکیہ"

سفیانی کے اصل وجود کے بارے میں بہت زیادہ روایات مسلمانوں کی کتابوں میں موجود ہیں ایسی روایات تمام اسلامی فرقوں کی کتابوں میں موجود ہیں ۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ سفیانی کا وجود حتمی ہے لیکن اس کی تفصیلات کے بارے میں اختلاف ہے ان روایات میں ضعیف بھی ہیں اورایک دوسرے سے متضاد روایات بھی ہیں اس کیلئے بہت زیادہ دقت کی ضرورت ہے ۔

تیسری اورچوتھی مثال:یمانی اور خراسانی کا خروج:

یمانی کا خروج ہے: روایات کی روشنی میں یمانی کا موضوع بھی بڑا واضح ہے اس بارے میں بھی تمام اسلامی فرقوں کی کتابوں میں روایات موجود ہیں ۔

خراسانی کا خروج یا مشرق سے پرچموں کا نمودار ہونا،

جــو امام مہدیؑ کی حکومت کے قیام کیلئے مقدمات فراہم کریں گے یہ بھی صحیح ہے ۔

پانچویں مثال:

آسمان سے آواز آئے گی تویہ بھی صحیح ہے ۔

بحث کا خلاصہ

خلاصــہ یہ ہے کہ پانچ یا چھ علامات ایســی ہیں،جن پر میــں اپنی بحث کا انحصار کرتا ہــوں کیونکہ ان کے علاوہ جوعلامات ہیں ان کے متعلق تفصیل کی ضرورت ہے اگر ہم ہر علامت کے بارے میں جائزہ لینا چاہیں تو دسیوں روایات اس بــارے میں موجود ہیں اوراگر ہر ہرعلامت پر توجہ دیں تواس کے متعلق دســیوں روایات کتابوں میں موجود پائیں گے ۔

آواز یا آســمان سے ندا کا آنا،یا آسمان سے ایک خوفناک جھٹکا لگنا

ســفیانی کے لشکر کا زمین میں دھنس جانا، مدینہ سے باہر مکہ کی طرف جاتے ہوئے، حسنی سید کا قتل ہونا

وہ روایات جو حسنی سید کے بارے میں ہیں وہ بیان کرتی ہیں کہ حسنی سید جو صاحب الزمانؑ سے پہلے خروج کریں گے جی ہاں! کچھ ایسی شخصیات ہیں جن کے بارے روایات میں آیا ہے کہ وہ امام مہدیؑ سے پہلے خروج کریں گے ۔ تو ان روایات کے مضامین کو لینے کیلئے بڑی دقت کی ضرورت ہے ۔اس بارے یہ بحث بھی دوسری بحث کی مانند ہے اس میں کافی دقت کی ضرور ت ہے جیسے قرآن مجید سے تجارت بھی کی جاتی ہے اور اسے خیر و برکت کیلئے بھی استعمال کرتے ہیں قرآن شر کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے اور شر کے خاتمہ کیلئے، امن کے قیام کی خاطر بھی استعمال ہوتا ہے، اسی طرح آخری زمانہ کی خبروں کو بھی سچائی کیلئے استعمال کیا جاسکتا ہے اور برے اہداف کیلئے بھی ان خبروں سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے اور جھوٹے دعوے کے جاتے ہیں۔

مہدویت کے جھوٹے دعویدار

بنی عباس کے زمانے سے لے کر آج تک بہت سارے ایسے افراد آئے ہیں جومہدی ہونے کا دعویٰ کرتے رہے ۔

(تفصیل کیلئے دیکھئے شیخ مفیدؒ محمد بن محمد ۔کتاب الارشاد معرفت حجج اللہ العباد ۔تاریخ وتحقیق موسسہ اہل البیتؑ ۔ناشر معتمد شیخ مفیدؒ ۔تاریخ طبع ۱۴۱۳ھ۔طبع اولیٰ ج ۲ ص۳۲۹)

اس کتاب میں ایک روایت ہے کہ ساٹھ جھوٹے نبوت کے دعویدار آئیں گے سبھی جھوٹے ہوں گے اور بارہ افراد آل ابوطالب علیہم السلام سے ہوں گے جوامام مہدیؑ ہونے کا دعویٰ کریں گے،

یہ بات صحیح نہیں کیونکہ مہدی موعود کے بارے جو کچھ روایات میں بیان آیا اور ان کے متعلق جوصفات بیان ہوئی ہیں اور یہ کہ وہ آئیں گے اور زمین کو عدل و انصاف سے بھردیں گے جبکہ ان سے پہلے زمین ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی[شیخ صدوقؒ ۔کمال الدین وتمام النعمۃ ۔طبع محرم الحرام ۱۴۰۵ھ ۔۱۳۶۳ء ۔ ناشر جماعت المدرسین قم ص۲۵۸]

قرآنی آیات میں خصوصی طور پر یہ مطلب بیان ہوا ہے کہ امام مہدیؑ عادلانہ حکومت کے قیام کیلئے تشریف

لائیں گے جبکہ جتنے دعویدار آئے ہیں جنہوں نے مختلف زمانوں میں خروج کیا ان کے ہاتھوں پر عادلانہ حکومت قائم نہیں ہوئی ۔

محمد بن عبداللہ القحطانی کا دعوے مہدویت

مجھے یاد ہے کہ چند سال پہلے کی بات ہے کہ 1979ء کا سال تھا۔ 20 نومبر تھا ایران میں اسلامی انقلاب کی کامیابی کے کچھ مہینوں بعد،یکم محرم 1400ھ یعنی 1400ھ کی نئی صدی کا شروع تھا ۔ اس موقع پر ایک واقعہ رونما ہوتا ہے؟

کہ دو آدمی مسلح افراد کواکٹھا کرتے ہیں اور مکہ معظمہ میں مسجد الحرام، کعبۃ اللہ کے پاس پہنچ جاتے ہیں ان میں سے ایک کا نام جہیمان العتیبی اور دوسرے کا نام محمد بن عبداللہ القحطانی تھا، اسی جہیمانی نے ان مسلح افراد کو دعوت دی جواس کے ہمراہ تھے کہ وہ سب محمد بن عبداللہ القحطانی کی بیعت کریں وہ یہ بیعت اس بات پر کریں کہ وہ مہدی موعود ہیں ۔ پھر کعبہ کو ان دونوں کے وجود سے خالی کرانے کیلئے جنگ ہوئی

القحطانی قتل ہوگیا دوســرا گرفتارہوا اور بعد میں اسے بھی پھانسی دے دی گئی یہ بات اس وقت بہت مشہورہوئی کہ قحطانی نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور یہ بات ایران میں اســلامی انقلاب کی کامیابی کے فوراً بعد واقع ہوئی لذا اسے مشرق کی جانب سے پرچموں کے ظاہر ہونے کا واقعہ قرار دیا گیا اور یہ کہ خراســانی نے ایران سے خروج کیا ہے اور مہدی نے مکہ ســے خروج کیا ہے یہ امر بہت ہی قابل توجہ ہے وقت کے حوالے ســے بھی،حالات کے حوالے سے بھی اور جو حادثہ رونما ہوا ہے اس حوالے سے بھی، اور اس کا جھوٹا ہونا ســب پر عیاں ہوا اور اسی طرح آئندہ بھی شائد ہوتا رہے گا۔

رســول اکرم ﷺ سے روایات ہیں کہ بعض لوگ مہدویت کا دعویٰ کریں گے [اور اس میں خوفناک بات یہ ہے جب دعویٰ کرنے والے سید ہو کیونکہ مہدیؑ کے بارے شرط ہے کہ وہ فاطمہؑ کی اولاد ســے ہوں حســنؑ وحسینؑ کی اولاد سے ہوں اور خاص کر اگران کا نام محمدؑ ہو اور ان کے باپ کا نام حســنؑ ہو تو یہ لوگ اور خطرناک ہو جاتے ہیں اسی

لیــے ایران میں بھی کچھ لوگ مہــدی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرتے رہے] (الغیبت شیخ طوسیؒ ۔طبع ۴۳۷۔۴۲۸۔اعلام الوریٰ ص۴۲۶۔بحار ج۱۲ص۲۰۹۔۲۴۷)

بنی عباس کا زمانہ

بنی عباس کے زمانے میں یہ کام بہت زیــادہ ہوا جس طرح سفیانی ہونے کے دعویدار بھی موجود رہے لیکن ان کی تعداد نسبتاً کم رہی۔ سفیانی کے بارے میں نے دیکھا ہے کہ تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ وہ گمراہ ہے لہٰذا ایک گمراہ شخص کا عنوان اپنے لئے استعمال کرنا ذرا مشکل اور سخت امر ہے، لیکن عمومی طور پرایسا ہوتا ہے کہ جو اچھی اور نامور شخصیات ہوتی ہیں ان کے دعویدار زیادہ ہوتے ہیں ســب دعویداروں کے جھوٹا ہونے کیلئے یہ بات کافی ہے کہ ہر وہ جس نے ایسا دعویٰ کیا یا کہا کہ وہ خراسانی ہے یا یمانی ہے یا حسنی ہے یا نفس زکیہ ہے تو اس بارے میں وہ کوئی ثبوت پیش نہیں کر سکا جو بھی دعویٰ کرــــے تو اس دعــوے کے ثبوت کیلئے دلیل کی ضرورت ہے بغیر دلیل کے کسی دعوے کی تصدیق نہیں کی جاسکتی۔ اس بارے میں

علم اور یقین کی ضرورت ہے کیونکہ جب تک کوئی ایسی دلیل دعویٰ کے ساتھ پیش نہ ہوگی جس سے یقین حاصل ہوجائے کہ دعویٰ کرنے والا مہدیؑ ہی ہے تو اسے قبول نہیں کیا جاسکتا۔ تاریخی لحاظ سے جھوٹے دعوے کرنے والے آتے رہے انہوں نے اس عنوان کو عوامی حمایت لینے کیلئے اورعوامی احساسات اور جذبات کو ابھارنے اور اپنے لئے انصار و حامیوں کو اکٹھا کرنے کیلئے ایسا کیا لہٰذا اگر ہم کسی خبر،کسی نشانی، کسی شخصیت کو تسلیم کرلیں اوریہ کہ ایسا واقعہ آخری زمانہ میں رونما ہوگا تویہ امر تقاضا کرتا ہے کہ ہم چوکنے رہیں، ہوشیار رہیں، بیدار رہیں تاکہ دھوکہ نہ کھائیں، علامات کے بارے میں گفتگو کرنا اور علامات کو سمجھنا اور آخری زمانہ کی خبروں کو جاننا اس کے فوائد سے ایک فائدہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ہم متوجہ رہیں، ہوشیار رہیں دھوکہ دینے والوں سے بچیں۔

ظہورکی علامات کی تطبیق میں غلطی کے خطرناک نتائج

ان عناوین میں جو خطرناک ترین عنوان ہے وہ علامات کی تطبیق کا مسئلہ ہے کہ مثلاً ہم آئیں اوریہ کہیں کہ

فلاں علامت حاصل ہوچکی ہے یا روایات میں جس شخصیت کا ذکر ہوا ہے وہ شخصیت فلاں ہے۔ {یہ بات ان کے متعلق نہیں ہے جو جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں اسلامی تاریخ میں ان سب کا جھوٹ ثابت ہوچکا ہے} لیکن بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ لوگ کسی شخص کے بارے میں ایسا دعویٰ یا مشہور کرتے ہیں کہ فلاں شخصیت وہی ہے جن کا ذکر روایات میں آیا ہے۔{کہ مثلا فلاں خراسانی ہے} جو واقعات رونما ہوچکے ہیں ان واقعات کو سامنے رکھ کر انہیں ان عناوین پر تطبیق دیں جن کے بارے میں روایات میں بیان ہوا ہے ہمارے زمانے میں ایسا ہو رہا ہے اس قسم کی شخصیات موجود ہیں جو شخصیات اپنے بارے میں اس قسم کے دعوے نہیں کرتیں لیکن لوگ ان کے بارے میں کہتے ہیں کہ فلاں شخصیت وہی ہے جس کا روایت میں ذکر ہوا ہے ۔

روایات کا خلاصہ

ہم پیچھے روایات کی تقسیم بیان کرآئے ہیں پہلی قسم عمومی روایات تھیں جن میں رسول پاکؐ نے آخری زمانے کے بارے میں گفتگو فرمائی جس میں حکمرانوں کے بارے،

مساجد کے بارے، عام لوگوں کی زندگی کے متعلق، بادشاہوں کے بارے، خواتین کے بارے، قرآن، جنگوں، بیماریوں کے متعلق، لیکن ان کو امام مہدی علیہ السلام کے قیام کے ساتھ ربط نہیں دیا اس قسم کی احادیث ان زمانوں کو دیکھتے ہوئے جن میں ہم زندگی گزاررہے ہیں ان میں بعض باتیں ایسی ہیں جو بغیرکسی اختلاف کے حاصل ہوچکی ہیں اور اس میں کوئی بھی دو رائے نہیں جو حدیث یہ کہتی ہے کہ مرد عورتوں کا لباس پہنیں گے اور عورتیں مردوں کا لباس پہنیں گی یہ کام اس وقت ہوچکا ہے جو روایات کہتی ہیں بنی امیہ کی حکمرانی ختم ہوگی وہ ختم ہوچکی ہے بنی عباس کی حکمرانی کا خاتمہ ہوگا تو وہ ہو چکا ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے جوکچھ حاصل ہوچکا ہے اس کاسب کو علم ہے اور اس میں کوئی شبہ وشک نہیں ہے مستقبل کی خبروں کا بہت بڑا حصہ جو بیان ہوا تھا وہ سچا تھا اور وہ حاصل ہوچکا ۔

دوسری قسم کی روایات

وہ روایات ہیں جن میں آخری زمانہ کی علامات بیان ہوئی ہیں جن کا تعلق ظہور سے ہے لیکن ظہور کے زمانے

کے ساتھ ان کی حد بندی نہیں ہوئی یہ نہیں بتایا گیا کہ ان علامات اور ظہور امام مہدیؑ میں کتنا زمانی فاصلہ ہے۔ یہ سب عمومی علامات ہیں مثلاً ہم کہتے ہیں کہ بنی عباس کی مملکت و سلطنت کا خاتمہ ہوگا یہ عمومی علامات ہیں بعض روایات میں ہے کہ علم کوفہ سے نکل جائے گا ایک دوسری زمین پر چلا جائے گا جس کو قمر کہیں گے، لیکن ایسا کب ہوگا؟ یہ سوال ہے، یہ معلوم نہیں ۔ بعض عمومی علامات بغیر کسی احتمال کے حاصل ہوچکی ہیں اور بعض علامات ایسی ہیں جو ابھی تک حاصل نہیں ہوئیں (علامہ محمد باقر بن محمد تقی ۔بحار الانوار ۔ داراحیاء التراث طبع بیروت ۱۴۰۳ھ طبع دوئم ج ۵۷ ص۲۱۳)

کوفہ سے علم کا نکل جانا

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس ایک شخص آیا توآپؑ نے فرمایا کوفہ مومنین سے خالی ہوجائے گا اور علم وہاں سے اس طرح نکل(غائب ہو) جائے گا جس طرح سانپ اپنی بل میں غیب ہوجاتا ہے پھر علم ایک ایسے شہر میں ظاہر ہوگا جس کو قمر کہا جائے گا اورقم علم وشرف

کا مرکز بنے گا یہاں تک کہ پوری روئے زمین پر دین کے حوالے سے کوئی بھی کمزوری باقی نہیں رہے گا یہاں تک کہ خواتین اپنے پردوں میں بیٹھی علم سے آگاہ ہوں گی ۔ یہ بات ہمارے قائمؑ کے ظہور کے قریب ہوگی اور اللہ تعالیٰ قم اور قم والوں کو قائم مقام حجت بنائے گا یعنی وہ ایک قسم کا ثبوت ہوگا اگر ایسا نہ ہوا تو زمین اپنی آبادی سمیت فنا ہوجائے گی اور زمین میں کوئی دلیل باقی نہ رہے گی قم سے علم سارے مشرق ومغرب کے شہروں میں پھیلے گا اور اس طرح مخلوق پر اللہ کی دلیل قائم ہوگی کہ زمین پر کوئی ایک بھی نہیں بچے گا مگر یہ کہ اس وقت دین اس کے پاس پہنچ جائے گا اس کے پاس علم و معرفت پہنچ جائے گا،اس کے بعد قائمؑ ظاہر ہوں گے اوروہ اللہ کی اپنے بندوں سے ناراضگی کا انتقام لیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے انتقام نہیں لے گا مگراس وقت جب اللہ کی دلیل اور حجت کا وہ انکار کردیں اور اللہ کے نمائندے سے بغاوت کریں ۔

اللہ تعالیٰ پہلے اپنے بندوں پر اپنی حجت تمام کرتا

ہے، ان کی ہدایت کے تمام راستے مہیا کرتا ہے۔ اپنے دین کی معرفت اپنے بندگان تک پہنچانے کا انتظام کرتا ہے جب بندگان اس سب کے باوجود اسے قبول نہ کریں باغی رہیں، دین دشمن ہوں تو پھر اللہ کا انتقام سامنے آتا ہے اور آخری حجتِ خدا حضرت قائم عجل اللہ فرجہ الشریف اللہ کی طرف سے اتمامِ حجت کے بعد ظہور فرمائیں گے اس کے بعد سب پر اللہ کے دین کو پیش کریں گے جس بارے میں لوگ پہلے اطلاع پا چکے ہوں گے۔ جب حضرت قائم عجل اللہ فرجہ الشریف کی پکار پر لوگ انکا ساتھ نہ دیں گے اوربغاوت کریں گے تو پھر حضرت قائم عجل اللہ فرجہ الشریف ان پرعذابِ الٰہی بن کر ٹوٹیں گے ۔ وہ اللہ کے انتقام کا نمائندہ بھی ہیں اور اللہ کی رحمت کا مظہربھی۔

تیسری قسم

روایات کی تیسری قسم خصوصی علامات پر مشتمل ہے اوریہ وہ روایات ہیں جو حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے زمانہ سے ملے ہوئے واقعات کو بیان کرتی ہیں۔ خصوصی طور پر یہ پانچ علامتیں بیان ہوئی ہیں

/ سفیانی کا خروج / یمانی کا خروج / خراسانی کاخروج

/آسمان سے آواز کا آنا / بیدا کی سر زمین کا دھنس جانا

اور اس کے بارے میں ایسا بھی ہے کہ یہ ساری علامات ایک دن میں اور ایک ہی مہینے میں وجود میں آئیں گی ۔

حضرت امام جعفرصادق علیہ السلام کا فرمان ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تین افراد کا خروج سفیانی،خراسانی، یمانی ایک ہی سال کے ایک ہی مہینے اور ایک ہی دن میں ہوگا اورا ن میں یمانی کے پرچم سے زیادہ ہدایت والا پرچم اور کوئی نہیں کیونکہ وہ حق کی دعوت دے گا (کتاب الغیبۃ النعمانی ص۲۴۷۔ الغیبۃ ۳ ص ۴۴۳۔۴۴۶۔اعلام الوریٰ ص۳۲۹۔بحار الانوار ج ۱۲ص۲۱۰)

آواز کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ رجب اور رمضان کے مہینے میں آئے گی اورہوسکتا ہے کہ یہ آواز ایک ہی ہو اور ہوسکتا ہے کہ کئی آوازیں ہوں یہ مختلف مہینوں میں آئیں گی، بیدا کی سرزمین کا دھنسنا اور اس کے بارے میں معلوم ہے کہ مدینے سے مکہ کی طرف سفیانی کا لشکر روانہ ہوگا تاکہ امام مہدیؑ کو گرفتار کریں پس وہ لشکر زمین میں دھنس جائے گا۔

مشکل کہاں ہے؟

اصل پیچیدگی ان علامــات کی تطبیق میں ہے پہلی بات تو اس علامت کے حاصل ہونے کے وقت کــے بارے میں آگاہی کا نہ ہونا،ہمیں نہیں معلوم کہ یہ پے درپے واقعات جو زمانی اعتبار سے بھی اور تسلسل کے ساتھ ہوں گے تو یہ کب حاصل ہوں گــے؟ ان کا علم کس کے پاس ہے؟ کوئی ایــک بھی اس کے بارے میں دعویٰ نہیں کرســکتا مگر وہی بتا سکتے ہیں کہ جو خاص افراد ہیں اور جن کے پاس رسول اللہ ﷺ کا علم ہے جو ہمر تک نہیں پہنچا۔ اس قسمر کے عناوین اورعلامات کی تطبیق کا نتیجہ امام مہدیؑ کا ظہور نہیں ہے۔ بڑی مشکل وہاں آجاتی ہے جب کچھ لوگ روایات میں جن شخصیات کا ذکر ہوا ہے ان کوابھی جو شخصیات موجود ہیں ان پر تطبیق دیتے ہیں کیونکہ ان علامات کا لازمی جز امام مہدیؑ کا قیام اور حق کی حکومت کا قائمر ہونا نہیں ہے بلکہ عدل الٰہی کی حکومت اس سے اگلے سال وجود میں آئے گی اس لئے ان خطرات کے بارے میں تیسری قسم کی روایات میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں جو بہت اہم ہے ۔

بغیر علم کے تطبیق کرنا

بغیر علم اور یقین کے ایک علامت کو کسی شخص پر لاگو کرنا جس طرح میں لوگوں کیلئے یہ کہوں کہ فلاں شخص سفیانی ہے تو اس کا مطلب یہ نکلے گا کہ میں لوگوں سے کہہ رہا ہوں کہ تم چھ مہینے یا پانچ مہینے یا تین مہینے بعد امام مہدیؑ کی آمد کی انتظار کرو کیونکہ روایات میں ایسا موجود ہے، اگرمیں لوگوں کیلئے یہ کہتا ہوں کہ فلاں شخص یمانی ہے یا خراسانی ہے یا یہ کہتا ہوں کہ کل رات کو ہم نے آسمان سے آواز سنی وہ یہی آواز ہے جو ظہور امام مہدیؑ سے پہلے آسمان سے آنی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ میں لوگوں سے یوں کہہ رہاہوں کہ تم ایک ہفتے یا دو ہفتے بعد امام مہدیؑ کی آمد کی انتظار کرو، یہاں پر اس موضوع کی اہمیت بڑھ جاتی ہے کہ جب لوگ ان علامات کی غلط تطبیق کرتے ہیں۔ بعض عناوین میں ایسی شخصیات پر تطبیق دینا یہ ایک بہت بڑی غلطی ہے کیونکہ ایسا کرنا بغیر علم کے ہے یہ گمان ہے اور گمان کرنا حق کو فائدہ نہیں دیتا ۔ ہم نہیں جانتے کہ فلاں

شــخص یمانی ہے یا فلاں شخص خراسانی ہے یا فلاں شخص سفیانی ہے اس کا ہمیں علم نہیں ہے اگر ہم کسی کے بارے میں ایسا کہہ دیں گے تو یہ بغیر علم کے کہہ رہے ہیں ۔

لوگوں کو گمراہ کرنا

تیســری خطرناک بات یہ ہے کہ یہ تطبیق لوگوں کو گمراہ کر ســکتی ہے کیونکہ اگر ایسا پرچم موجود ہے جس کی تعریف ہوئی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ لوگوں ســے کہہ رہے ہیں کہ تم اس پرچم والے کی مدد کرو اگر جس کے بارے میں آپ کہہ رہے ہیں وہ پرچم ایســا ہے کــہ جس کی مذمت روایــات میں بیان ہوئی ہے تو آپ گویا لوگوں سے یہ کہہ رہے ہیں کہ تم اس پرچم والے کے خلاف جنگ کرو ۔

مسئلہ مہدویت کے بارے میں شک کا ایجاد کرنا

مہدی اور مہدویت کے مســئلہ میں جو علامات ہیں ان کے بارے میں شک کا ایجاد کرنا بہت زیادہ خطرناک ہے کہ ہم عناوین کو کچھ شخصیات پر تطبیق دیں، جب شخصیت

مرجائے تو یہ بات مہدیؑ کے ظہور کے بارے میں جو علامات بیان ہوئی ہیں جو خبریں آئی ہیں جو روایات آئی ہیں ان میں شک پیدا کر دیں گے بلکہ یہ غلط تطبیق اصل مسئلہ مہدویت کے ایمان پر شک کا سبب بنے گی، پس غلط قسم کی تطبیقات کرنا اور علامات کو کسی پر جاری کر نے میں جلد بازی کرنا یہ بہت خطرنا ک ہے ۔ تطبیق کے بارے میں ہر زمانے میں افوائیں پیدا ہوئیں جب ہم تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو بعض علامات کے بارے میں تطبیق کا مرحلہ غلط استفادے کیلئے ہوا یا یہ کہ بعض نے چاہا کہ جس سے انہیں محبت ہے وہ اس کیلئے شرعی جواز ڈھونڈیں یا اس لئے کہ ان کی کتابیں خوب مشہور ہوں اور تجارتی فائدہ حاصل ہو سکے اس لیئے یہ معاملہ معمولی نہیں ہے تطبیق کی غلطی بہت بڑے خطرات میں سے ہے ۔

دورِ حاضر میں تطبیق کی خطرناک مثالیں

ایک وقت میں یہ کہا گیا کہ صدام حسین سفیانی ہے کیونکہ اس نے یہ یہ کام کیا ہے(ایسے ایسے مظالم عوام پر

ڈھائے ہیں) ابھی صدام حسین مر گیا یعنی سفیانی تو چلا گیا اب ہم کیا کریں یا مثلاً عراق میں بہت سارں نے ایسا کہا ہے کہ ابومصعب الزرقاوی جس نے مسلمانوں کوکافر قرار دیا،قتل کیا،ذبح کیا،خون بہایا یہی سفیانی ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ سفیانی کا پرچم ظاہر ہوچکا ہے اس سے شبہ اور زیادہ ہو گیا ہے کیونکہ سفیانی نے تو وادی یابس سے خروج کرنا ہے اوریہ وادی شام، اردن اور فلسطین کے تکون میں واقع ہے، زرقاوی بھی مرگیا ہے اب ہم کیا کریں؟ اور اب دنیا والوں کو یہ بتایا جارہا ہے کہ ابو بکر البغدادی جو داعش کا سربراہ ہے یہی سفیانی ہے چونکہ اس نے پچھلے دو دنوں میں ابوالنمرقبیلہ سے ستر سنی شخصیات کو قتل کردیا اور بعض خبریں آئی ہیں کہ دوسوآدمیوں کو قتل کیا اور بعض نے تین سو کا کہا ہے اور قتل یا ذبح ہونے والوں میں مردوں کے علاوہ عورتیں اور بچے بھی ہیں۔

امام خمینیؒ کا انقلاب

ایک وقت میں بہت سارے افراد نے ایرانی پرچم یا انقلاب سے متاثر ہوئے تو یہ کہا یہی خمینیؒ ہی خراسانی ہے

کیونکہ وہ سید ہیں اور پورا ایران خراسان شمار ہوتا ہے خمین یا قم یہ خراسان سے ہی ہیں لذا امام خمینیؒ ہی خراسانی ہیں اور وہی اس پرچم کو امام مہدیؑ کے سپرد کریں گے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو تو وفات دے دی، اور جب آپ کو ہسپتال میں بیماری کی حالت میں دیکھا گیا تو اس وقت بعض نے یہ کہہ دیا کہ منتظری ہی خراسانی ہیں اب منتظری بھی وفات پا گئے، اب اس وقت بعض لوگ کہتے ہیں کہ اب سید علی خامنہ ای خراسانی ہیں جو امام مہدیؑ کی خدمت میں اس پرچم کو لے جائیں گے ۔ میں سب سے زیادہ اس بات کو چاہتا ہے کہ اسی طرح ہوجائے لیکن اس پر دلیل کیا ہے؟ کس بنیاد پر یہ ایسا ہے؟ اس کی نشانیاں کیا ہیں؟

اور بعض اوقات یہ ممکن ہے کہ بعض صفات بعض اشخاص پر ثابت آرہی ہیں لیکن پھر بھی وہ گمان کے دائرہ میں آتی ہیں اس سے علم اور یقین حاصل نہیں ہوتا،

اورجب ہم یمانی کے بارے میں بات کرتے ہیں تو وہاں پر ایک سے زیادہ کتنے دعوے کئے گئے ہیں عراق میں مثلاً کہا جاتا ہے دو یا تین افراد نے یمانی ہونے کا دعویٰ کیا ہے، یہاں

تک کہ لبنان میں جو حزب اللہ سے محبت کرنے والے ہیں انہوں نے یہ کہا ہے کہ حزب اللہ کا پرچم یمانی کا پرچم ہے یا فلاں شخص جو ہے وہی یمانی ہے (اس فلاں سے سید حسن کا اشارہ ان کی اپنی ذات کی طرف ہے کہ بہت سارے لوگ خیال کرتے ہیں کہ اس وقت یہی شخصیت یمانی ہے) اے کاش ایسا ہوتا لیکن اس کی دلیل کیا ہے؟ ہم سے یہ چاہا گیا ہے کہ ہم کوئی ایسی بات نہ کریں جس کا ہمیں علم نہیں ہے ۔

تطبیق کی غلطی صحیح نتیجہ تک نہیں پہنچاتی اور تطبیق میں بار بار خطا کرنا ان تمام علامات کو مشکوک بنا دے گی لذا قطعی طور پر اس طرح کی تطبیق سے اجتناب واجب امر ہے، نیت کا پاکیزہ ہونا کافی نہیں ہے پس ایسا انداز اپنانا بالکل غلط ہے کیونکہ انسان کے حرام میں مبتلا ہونے کا سبب ہوسکتا ہے اور اس طرح بنیادی اصولوں میں خلل واقع ہوسکتا ہے ۔

مثال:

پس ممکن ہے کوئی شخص یہ کہے کہ وہ رہبر معظم سید علی خامنہ ای کی قداست وحیثیت میں اضافہ کیلئے

آپ کو اس صفت سے موصوف کر رہا ہے اور اس سے ان کی شخصیت اور مضبوط ہوتی ہے، سوال یہ ہے کہ ان کی ذات کیلئے اس قسم کی شرعی صفات کا اضافہ کرنے کی ضرورت کیا ہے؟

آپ کی جو شرعی حیثیت ہے وہ اسلامی قواعد واصولوں پر مبنی ہے اور ان کی ذمہ داریاں، ان کا زہد، ان کا تقویٰ،ان کا بہت سارا تجربہ، یہ وہ صفات ہیں جو مومنین کے نزدیک ان کا احترام اورمحبت کو بڑھاتی ہیں۔ نہ کہ انکو خراسانی سید کہنا چونکہ یہ بات بغیر ثبوت کے ہے یہ ان کی تائید نہیں بلکہ نفرت پیدا کرنا ہے .

حزب اللہ کا عملی راستہ

بعض لوگ کہتے ہیں کہ سوریا میں جنگ کرنا سفیانی کے خلاف جنگ ہے، میں کہتا ہوں کہ ہم اس بات کے محتاج نہیں ہیں کیونکہ اس کے بارے میں معلوم نہیں کہ وہ سفیانی ہے ہماری جنگ کی شرعی اورفقہی حیثیت ثابت ہے اس کیلئے صحیح عملی اور حقیقی بنیادیں ہیں ہمیں اس قسم کے بیان کی ضرورت نہیں ہے کہ ہم اس جنگ

میں داخل ہوں کہ وہاں سفیانی آ چکا ہے ہم سوریا میں جنگ کررہے ہیں لبنان کی حمایت اورحفاظت کیلئے، شام اور فلسطین کی حفاظت کیلئے، پورے خطے کیلئے اور اس خطے کے جو عوام ہیں ان کو امریکی اور اسرائیلی تسلط سے بچانے اور تکفیریوں کے غلبے سے نجات دلانے کیلئے لڑ رہے ہیں اگران تکفیریوں نے حکومت سنبھال لی تو جوکچھ ابوبکر بغدادی نے ابو النمر کے قبیلہ کے ساتھ کیا ہے وہ سب کے ساتھ ایسا ہی کرے گا ان کے مظالم سے اس علاقے کی عوام کو بچانے اور جو سازشیں اس خطہ کے مسلمانوں کیلئے تیار ہوئی ہیں اس کا مقابلہ کرنے کیلئے ہم جنگ کررہے ہیں ہمیں اس جنگ کے جواز کیلئے کسی اوربیان کی ضرورت نہیں ہے کہ وہاں سفیانی آچکا ہے اور اس لئے ہم حزب اللہ والے سوریا میں مصروفِ جنگ ہیں ۔

ایسا ممکن ہے کہ خراسانی ،یمانی، سفیانی کا واقعہ پچاس سال بعد ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس وقت ہم موجود بھی نہ ہوں ہمیں اس بات کی ضرورت نہیں ہے اس کیلئے ہمارے پاس اصول ہیں، قواعد ہیں، بنیادیں ہیں قرآن

ہے،سنتِ نبوی ؐ ہے ہمارے پاس استدلال اور استنباط کے طریقے موجود ہیں ہمارے پاس ایسے مضبوط اصول ہیں جن کی بنیاد پر ہم اپنی کاروائیاں کرتے ہیں ہم اقدامات کرتے ہیں ۔ شرعی احکام کو سمجھنے اور شرعی ذمہ داریوں کو جاننے کیلئے ہمارے پاس اصول و قواعد ہیں ان کی روشنی میں ہم فیصلے کرتے ہیں یہ اس قسم کے واقعات کہ فلاں خراسانی ہے، فلاں یمانی ہے، سفیانی ہے یہ سب احتمالات ہیں یہ توہمات ہیں یہ گمان ہے

پچھلی رات میں نے بیان کیا ہے کہ حالات کا تجزیہ و تحلیل کرنے والے یا جو رمل کا علم رکھتے ہیں یاجو خاص قسم کے پیالے کو حرکت دیتے ہیں یا فلکیات کا علم رکھتے ہیں ہمیں ان کی ضرورت نہیں ہے ہمارے پاس علم اور معرفت ہے اور اسی بنیاد پر ہمارے سارے کام، اقدامات، ساری کارروائیاں ہوتی ہیں ہمیں چاہیے کہ اس عالم میں چوکنا رہیں تیار رہیں تمام سازشوں پہ ہماری نظر رہے اوراس قسم کے احتمالات دینے میں تو کوئی حرج نہیں ہے ہر چیز پر احتمال دیا جا سکتا ہے لیکن اس احتمال کو یقین

میں بدلنے کیلئے دلیل اور ثبوت کی ضرورت ہے ۔

جب ہم کہتے ہیں فلاں شخص وہی ہو سکتا ہے جو روایات میں بیان ہوا ہے یا فلاں واقعہ وہی ہو سکتا ہے جو روایات میں بیان ہوا ہے تو احتمال کے طور ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن جب ان احتمالات کو عوام کے سامنے قطعی اور یقینی بنا کر پیش کیا جاتا ہے امام بارگاہوں اور مساجد میں ایسا بیان کیا جاتا ہے تو وہاں پر مشکل پیش آتی ہے اور ایسا کرنا ٹھیک نہیں ہے ۔

اس گفتگو کے اختتام پر واضح رہے کہ جو امام بارگاہوں اور مساجد میں گفتگوئیں ہوتی ہیں اور لوگوں کو ایک حتمی اور یقینی بات بنا کر پیش کی جاتی ہے اور اس میں وہ تیاری کا عنصر بتایا جاتا ہے کہ اس طرح کی گفتگو سے ہم آمادہ ہو رہے ہیں اور امام مہدیؑ کے ظہور کی تیاری کیلئے یہ ساری باتیں ہورہی ہیں تو ایسا درست نہیں ہے ۔

مخصوص علامات کی حدبندی اور وضاحت

ممکن ہے کہ بعض لوگ کہہ دیں کہ سید نے وضاحت کر کے علامات کا دائرہ تنگ کر دیا ہے اور ہمارے لئے کام اور

سخت کردیا، ایسا نہیں بلکہ خصوصی علامات، روایات کی روشنی میں معلوم ہیں ۔ وہ روایات صحیح اور معتبر بھی ہیں اورتفصیلات میں علماء کی رائے میں اختلاف ہے لیکن اس بات میں سب کا اتفاق ہے کہ وہ سال جو امام مہدیؑ کے ظہور کا سال ہے اسی میں یمانی بھی ہوگا، خراسانی بھی ہوگا آسمان سے آواز بھی آئے گی اوربیدا کے مقام پر زمین کا دھنسا بھی ہوگا لہٰذاجب یہ علامات وقوع پذیر ہورہی ہوں گی تو ہم ہر گز اس وقت کو ضائع نہیں کریں گے ہمیں ان علامات کی معرفت ہونی چاہیے کیونکہ یہ علامات ایک دوسرے کے پیچھے آئیں گی اور یہ سارے واقعات پے درپے رونما ہوں گے اورسارے امور بہت ہی واضح ہوجائیں گے بلکہ یہ علامات خود اپنے صحیح ہونے پر واضح دلیل ہوں گی۔

سب سے اہم یہ ہے کہ جو بات روایات میں موجود ہے اب یہ کہنا کہ فلاں آئے گا اور ہم اس کو پہچانتے نہیں ہوں گے ایسا نہیں اس مقام پر روایات کہتی ہیں کہ سفیانی کا معاملہ ہر گز کسی پر چھپا ہوا نہیں ہوگا وہ بڑا واضح اور روشن ہوگا روایات اس کو مزید واضح کرتی ہیں

کہ اگرسفیانی کے معاملے کو نہیں سمجھ سکیں گے تو جو آسمان سے آواز آئے گی اس کو تو ضائع نہیں کرسکو گے کیونکہ پوری دنیا میں موجود شخص ہر ایک اس آواز کو سنے گا اور ہر زبان والا اپنی زبان میں اسے سمجھے گا اس وقت بعض لوگ کہتے ہیں کہ آسمان سے جو آواز آئے گی تو اس وقت جوسٹیلائیٹ نظام ٹی وی چینل پر ہے یہی آواز ہوگی یعنی چینل کے ذریعہ اعلان ہو جائے گا اور سب سن لیں گے تو ان کو جواب دیا جا سکتا ہے کہ بعض شہر ایسے بھی ہیں جہاں ڈش نہیں ہے یا جہاں الیکٹرانک میڈیا نہیں ہے اوریہ موجودہ جدید نظام ایک وقت میں ایک بات کو تمام زبانوں میں نشر نہیں کرسکتا لہٰذا آسمان سے آواز کا آنا تو اس کا اپنا عنوان ہے اور وہ علامت کے طور پر ہے جو معجزہ ہوگا اور یہ علامت ضروری ہے اور اگر ہم کسی علامت کو نہیں سمجھ پائیں گے تو آسمان کی آواز ایسی علامت ہوگی جو بہت ہی واضح ہوگی اور جسے کوئی بھی ضائع نہیں کرے گا ہر ایک اس کو جان لے گا۔

ظہور کا وقت بیان کرنا

بحث کے اختتام سے پہلے ایک بات بتانا بہت ضروری ہے وہ یہ کہ بعض لوگ ظہور کا وقت بیان کرنا شروع کر دیتے ہیں جیسا کہ وہ غیب سے آگاہ ہوں مثال کے طور پر کہتے ہیں کہ چھ مہینے بعد ظہور ہونے والا ہے یا فلاں جمعہ کے دن ایسا ہونے والا ہے یا کہتے ہیں کہ اکیس صفر کو ہونے والا ہے یہ سب کچھ جھوٹ ہے اور بہت سی اس قسم کی باتیں اور بھی ہیں جو سب جھوٹ ہیں یہ لوگ بغیر احتیاط کے ایسی باتیں کہتے ہیں میں بڑی وضاحت سے کہوں گا کہ ہمارے آئمہ ؑ نے بڑا اور واضح انداز میں اس سے منع کیا ہے اور رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا ہے کہ آپ ؐ نے اس قسم کی باتیں کرنے سے منع کیا ہے اور حضرت امام جعفرصادق علیہ السلام کی روایت ہے کہ ہم اہل بیت ؑ ظہور کا وقت معین نہیں کرتے (ابن ابی زینب النعمانی طبع اولیٰ ۱۴۲۲ھ۔ انوار الہدیٰ ص۳۸۹)

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ وقت معین کرنے والے جھوٹے ہیں (محمد بن یعقوب بن اسحق کلینی ناشر

دار الکتب الاسلامیہ طبع تہران طبع چہارم سال ۱۴۰۷ج ۱ص۳۶۸)

قاطعیت کے ساتھ وقت معین کرنے سے حتمی طور پر منع کیا گیا ہے اور وقت بتانے والوں کو جھٹلایا گیا ہے اور اس بارے بہت ساری روایات موجود ہیں ۔

اسی طرح حضرت امام جعفرصادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ محمد بن مسلم سے آپؑ نے کہا کہ اے محمد ! کس نے آپ کوہم سے وقت کے بارے میں بتایا ہے؟ جو بھی وقت بیان کرے اس کو جھٹلانے میں دیر نہ کرو کیونکہ ہم نے کسی ایک کیلئے وقت بیان نہیں کیا(غیبت نعمانی ص۲۶۸)

جو بھی وقت کے بارے بیان کرتا ہے تو وہ ایسی باتیں کہاں سے بتاتا ہے؟ مثلاً فلاں شخص کہتا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے تو خواب تو دلیل نہیں ہے اور خواب سے کوئی حکم ثابت نہیں ہوتا یا مثلاً کہا جائے کہ فلاں عالم نے یہ کہا ہے تو یہ فلاں عالم اس نے یہ بات کہا ں سے لی ہے؟ بعض روایات میں ہے کہ ظہور کا معاملہ ایک

ایسا امر ہے جس کا تعلق فقط اللہ تعالیٰ سے ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا اس بارے کسی اور کو علم نہیں ہے اور یہ قیامت کے علم کی مانند ہے اور بعض لوگ جسارت کرتے ہیں اور اس حد تک آگے بڑھ جاتے ہیں اور وقت بتانا شروع کردیتے ہیں اور خروج کیلئے گروپ بندی کرتے ہیں ۔

آخری عنوان کا پہلا نقطہ یہ ہے کہ ہر لحاظ سے اور ہر حوالے سے وقت بیان کرنے کی نفی ہوئی ہے اور اس سے منع کیا گیا ہے اور جو ظہور کا وقت بیان کرے کہ اب وقت قریب ہوگیا اور فلاں مہینے اور فلاں دن ظہورہوگا اس کو جھٹلایا جائے اور اگر کوئی ہمیں آکر یہ کہے کہ ظہور کا وقت ہوا ہے تو ہمیں حکم ہے کہ ہم اس کو روکیں اور اسے منع کریں اور اسے جھٹلائیں اور اس جھٹلانے کی حکمت اللہ ہی بہترجانتا ہے،ممکن ہے اس میں حکمت یہ ہو کہ لوگ گمراہ اور مایوس نہ ہوں۔

اس عنوان کا دوسرا نقطہ یہ ہے کہ بعض لوگ وقت معین کرنے کیلئے کئی حربے استعمال کرتے ہیں یا وقت توبیان نہیں کرتے لیکن ایسی بات کرتے ہیں جو وقت بتانے

کے ساتھ مشابہت رکھتی ہو اور مثلاً کہا جاتا ہے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ تم لوگ امام مہدیؑ کے منتظرہو؟ عادلانہ حکومت کے قیام کے منتظر ہو؟ یہ امر تو بہت لمبا ہے اور کوئی ایسی چیز قریب ہونی والی نہیں ہے بلکہ یہ تو بہت دیر سے ہوگا، تو گویا یہ بات بھی ایک قسم کا وقت کا تعین اور لوگوں کو مایوس کرنا ہے اور ایسا کرنے والا بھی غلطی پر ہے، ہم نے پہلے بھی علامات کے فوائد اور اس کے ضمن میں یہ بات کہی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم نے اپنی وفات کے بعد کی جو علامات بتائی ہیں تو ان علامات بتانے کا ایک فائدہ یہ بھی بتایا ہے کہ ہم امید رکھیں کہ ہم اس بڑے واقعے کے قریب ہورہے ہیں، جب ہم یہ کہیں کہ خروج کا وقت کم از کم دو سو سال بعد ہوگا اور ایک شخص آپ سے آکر کہے کہ ظہور کا وقت ایک ہفتہ بعد ہوگا تویہ دونوں باتیں بغیر علم کے ہیں اور غلط ہیں اورنظریاتی طور پر عقائدی طور پر، نفسیاتی طور پر اس کے بڑے خطرات ہیں اوریہ امور مایوسی کی طرف لے جاتے ہیں اور ایسے افراد انسان کو ہلاکت میں لے جانے کے ذمہ دارہوں گے اور

بعض دفعہ ایسی باتیں عقیدہ مہدویت کے انکار کا باعث بنتی ہیں لہٰذا اس قسم کی باتوں سے گریز کیا جائے۔

صحیح و سالم انتظار

جو کچھ نبی پاک ﷺ کی احادیث میں آیا ہے اور جو قرآن نے ہمیں بتایا ہے وہی حتمی اور صحیح عقیدہ ہے وہ یہ ہے کہ زمین کا مستقبل یہ ہے کہ اس زمین پر توحید غالب آئے گی دین الٰہی ہر طرف چھا جائے گا کمزور لوگوں کی حکومت قائم ہوگی اور زمین کا مستقبل حکمت، دانائی، خوشحالی اور امن و سکون ہے اوراس ہدف کے حصول کیلئے جو کوششیں کی گئی،جہاد کیا گیا،قربانی دی گئی اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے انبیاءؑ لے کر آئے پوری تاریخ میں وہ سب قیامت سے پہلے اسی دنیا میں الہی نظام کی صورت میں یقیناً متحقق ہوگا

اور رسول پاکؐ سے جو صحیح اورمقبول حدیثیں بیان ہوئی ہیں جن پر اعتماد کیا جا سکتا ہے کے تحت ہم اس وقت کا انتظار کریں لیکن انتظار کے دوران ہم وقت کا تعین نہ کریں اور یہی کہیں کہ یہ وقت آنا ہے صبح شام

ہمیں اس کی انتظار ہونی چاہیے اور اس کے حصول کو بعید نہ جانیں ہررات ہر دن اور ہر گھڑی میں ایسا ہوسکتا ہے یہ امر اللہ تعالیٰ کی مشـیت اور مرضی کے تابع ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو وہ اپنے وعدے کو پورا کرسکتا ہے ۔ کیا اللہ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں؟ ہر گز ایسـا نہیں ہے،یہ اللہ کی قدرت ہے جوسـب پر غالب ہے تمام گھڑیاں، ہردن، ہفتے، مہینے، سال سارے اللہ کے قبضہ قدرت میں ہیں اور اللہ تعالیٰ جب چاہے وہ اس امرکوظاہر کر سکتا ہے ۔

کیا ہم علمِ غیب جانتے ہیں؟ کیا خدا کے ارادے پر ہمارا احاطہ ہے؟ لیکن اللہ جو چاہے تو وہ ہوسکتا ہے اللہ ہی کے پاس یہ طاقت ہے اسـی لئے ہم پر واجب ہے کہ ہم اس واقعے کے پورا ہونے کا انتظار کریں اور اللہ سے یہ دعا کریـں کہ وہ اپنے اس وعدے کو جلد پورا کردے اور اس وعدے کے پورا ہونے کے وقت کو قریب سـے قریب تر کر دے۔ پس یہی فکر سلیم ہے احساس مستقیم ہے۔

الہی وعدہ اور علامات

ممکن ہے کہ بعض علماء یہ کہیں کہ سفیانی، خراسانی،

یمانی اور آسمان سے آواز کے آنے سے پہلے یہ امر واقع نہیں ہوسکتا اور روایات میں بھی علامات کو تقسیم کیا گیا ہے کہ کچھ حتمی علامات ہیں اور کچھ غیر حتمی ہیں،

لیکن اس بارے میں عرض ہے کہ یہ علامات ہو بھی سکتی ہیں اور نہیں بھی ہوسکتی چونکہ ہر چیز اللہ کے ارادے کے تابع ہے اللہ تعالیٰ نے سورہ الرعد آیت 39 میں فرمایا ہے کہ ﴿يَمْحُواْ ٱللَّهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ﴾[1] اللہ جسے چاہتا ہے مٹاتا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے قائم رکھتا ہے اور اسی کے پاس ام الکتاب ہے، اللہ کے ارادے، علم اور حکمت پر کسی کا تسلط اور غلبہ نہیں ہے اور وہ علامات جو غیر حتمی ہیں وہ بھی اللہ کے ارادے پر ہے اور جو حتمی ہیں وہ بھی اللہ کے ارادے پر ہیں ۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ جو علامات حتمی ہیں وہ بھی ﴿يَمْحُواْ ٱللَّهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ﴾ والا جو قاعدہ اور قانون ہے اس کے تابع ہیں یعنی ممکن ہے واقع ہوں ممکن ہے واقع نہ ہوں ۔

ایک روایت ہے کہ امام جواد علیہ السلام سے سوال کیا جاتا ہے

---

(۱) سورة الرعد، آیت ۳۹.

کہ کیا سفیانی کا خروج حتمی ہے؟ توآپؑ نے فرمایا ہاں یہ حتمی علامات میں سے ہے پھر سوال کیا گیا کیا یہ اس قانون ﴿ يَمْحُواْ ٱللَّهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ﴾ اللہ جسے چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے کے تابع ہے تو آپؑ نے فرمایا جی ہاں! اسی قانون کے تابع ہے پھر سائل نے سوال کیا کہ کیا مہدیؑ کا ظہوروہ بھی اسی قانون کے تابع ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا نہیں مہدیؑ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا " واللہ لا یخلف المیعاد" (غیبت نعمانی ص۲۰۳)

بعض ایسے بھی علماء ہیں جنہوں نے اس روایت کے بارے میں مناقشہ کیا ہے اگرہم یہ کہیں کہ جو حتمی ہے وہ ضرور ہوگا اور اس کی تفصیلات حتمی نہیں ہیں تو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ساری علامات یمانی، سفیانی،خراسانی کا خروج ایک رات میں وقوع پذیر کر دے اور جبرئیلؑ آسمان سے آواز دے دے اور اللہ اپنے ولی کو ظہور کا اذن بھی دے جو اس کی مخلوق میں مخفی ہے اور اس طرح اللہ کا وعدہ پورا ہوجائے گا۔

یہ معنی ہے کہ ہم انتظار کریں، ہر وقت یہ توقع رکھیں

کہ ایسا کسی وقت بھی ہو سکتا ہے ہم دعا کریں ہم اپنے آپ کــو آمادہ کریں ہم تیاری کریں ہم یہ امید رکھیں کہ آج صبح بھی ایسا ہو سکتا ہے شام کو بھی ایســا ہو سکتا ہے رات کو بھی ہوسکتا ہے ہر لمحے میں ایسا ہوسکتا ہے کیونکہ یہ اللہ کی قدرت سے ہوگا یہ سب کچھ اللہ کی مشیت کے تابع ہے ۔

امید اور انتظار

یہاں پر اتنی مقدار پر اکتفا کرتے ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو میں بتانا چاہتا تھا اورجو سوچ میں دینا چاہتا تھا وہ بہت واضح ہوگئی ہے اور جو مسائل اس وقت موجود ہیں ان کے بارے وضاحت ہوگئی اس میں شک نہیں کہ ہمارے زمانے میں یہ موضوع بہت زیادہ حساس ہے اور بہت ســارے ایسے لوگ ہیں جو اس نظریے سے غلط قسم کے سیاسی،ثقافتی اور تجارتی فائدے اٹھانا چاہتے ہیں اور میں نیک، دیندار افراد ســے یہ چاہتا ہوں کہ وہ بیدار رہیں، چوکنے رہیں وہ افراد جو امید رکھنے والے اور انتظار والے ہیں میں نے جوتشریح پیش کی ہے میں نے ان کیلئے جوکچھ بیان کیا ہے وہ اس کوہمیشہ سامنے رکھیں گے اور علمی،

شرعی، عقلی،اصولی طور پر تمام مسائل پر نظر رکھیں گے اورخرافات کی دنیا میں نہیں پڑیں گے اور نہ ہی خیالات اورتوہمات کے میدان میں جاگھسیں گے اور نہ ہی ایسے راستے پر چلیں گے جو علم اور یقین تک نہیں پہنچاتا کیونکہ ایسے امور ہمارے اوراللہ کے درمیان حجت اور دلیل نہیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنی ذمہ داری بطریقہ احسن انجام دی جس کی رسول اللہؐ نے خبر دی تھی اور وہ واقعہ جو حضرت ام سلمیٰؑ سے بیان ہوا ہے معروف ہے تو پس آپ نے اُس ذمہ داری کو ادا کیا جو اس وقت آپؑ کی ذمہ داری بنتی تھی ۔

اس طرح ہم پر بھی شرعی ذمہ داریاں ہیں ہماری بھی مسئولیت ہے ان کو ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے جو کربلا میں امام حسین علیہ السلام کے اہم تر دروس میں سے ہے نہ کہ ہر وقت علامات کے موضوع پر بحث مباحثہ میں اپنے آپ کو مشغول رکھیں بلکہ یہ موضوع انہیں کے لیئے چھوڑ دیں جو اس میں مہارت رکھتے ہیں اوراس وقت ہماری جو ذمہ داری ہے ہم اسے سمجھیں اور اسے ادا کریں.

میں نیک و صالح جو اپنےاندر امید
کی شمع روشن رکھنے والے، حقیقی
انتظار کرنے والے افراد سے امید
رکھتا ہوں کہ جو وضاحت و تشریح
میں نے اس کتاب میں پیش کی ہے،
آپ کیلئے جوکچھ بیان کیا ہے اس
کو ہمیشہ سامنے رکھیں گے
اورمہدویت کے عقیدے کے ساتھ
آپ کا رویہ علمی، شرعی، عقلی اور
اصولی انداز پر منحصر ہونا چاہیئے،
خرافات کی دنیا میں نہیں پڑیں گے
اور ایسے خیالات وتوہمات، حجج و
دلائل جو علم اور یقین تک نہیں
پہنچاتے سے اجتناب کریں گے ۔

دار المودة
للترجمة والتحقيق والنشر

DTP UTR 00961 3 336218